﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یشاء﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً محموداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۱۸ر ستمبر ۱۹۹۸ء شمارہ ۳۸

۲۵ر جمادی الاول ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۱۸ر تبوک ۱۳۷۷ ہجری شمسی

آنحضرت ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے اسوہ اس لئے بنایا گیا کہ آپؐ بندے اور خدا کے درمیان محبت پیدا کرنے کا ایک وسیلہ تھے

(آیات قرآنیہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے حوالہ سے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی ﷺ کی سیرت طیبہ کا نہایت بصیرت افروز تذکرہ)

جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز ۲ر اگست ۱۹۹۸ء کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اختتامی خطاب کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے اختتامی خطاب میں حضرت نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کو قرآنی آیات اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے حوالہ سے پیش فرمایا۔ یہ مضمون نہایت ہی پر معارف اور بصیرت افروز تھا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب کی حسب ذیل آیت تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا۔

﴿لَقَدْ کَانَ لَکُم فِی رَسُولِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِمَنْ کَانَ یَرْجُو االلّٰہَ وَالیَوم الآخِرَوَ ذَکَرَاللّٰہَ کَثِیْراً﴾ (سورۃ الاحزاب آیت ۲۲)

پھر حضور انور نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسوہ حسنہ فرمایا لَکُم فِی رَسُولِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چلو اور ایک ذرہ بھر بھی ادھر یا ادھر ہونے کی کوشش نہ کرو۔ (الحکم جلد ۹ مورخہ ۲۱ر مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)۔ حضور نے فرمایا کہ اس مختصر سے اقتباس میں جو آپ نے فرمایا ہے کہ آنحضرتؐ کے اسوہ حسنہ سے ہٹنے کی کوشش نہ کرو۔ اس، کوشش نہ کرو، میں بہت گہرا راز ہے اور وہ یہ ہے کہ جو شخص حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کو سمجھتا ہے وہ اس سے ہٹ سکتا ہی نہیں۔ اس لئے ہٹو گے تو

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

امانت کا مضمون بہت اہم ہے اور انسان کی روحانی زندگی کی جان اس میں ہے

امانت جماعت کا امتیاز ہے اسے قائم رکھنا ضروری ہے

(آیات قرآنی و احادیث نبویہ کے حوالہ سے امانت کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت)

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ر ستمبر ۱۹۹۸ء)

لندن (۴ر ستمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ المعارج کی آیات ۳۲ تا ۳۶ کی تلاوت کی اور گزشتہ خطبہ میں بیان کردہ امانت کے مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ امانت کا مضمون بہت اہم ہے اور انسان کی روحانی زندگی کی جان اس میں ہے۔ " وَالَّذِینَ ھُمْ لِاَمَانَاتِھِم وَ عَھْدِھِم رَاعُون" کا مطلب ہے کہ سچے مومن وہ ہوتے ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں پر ہر وقت نظر رکھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ گواہیوں پر قائم رہنے کے تین معانی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ گواہی صرف اسی چیز کی دیتے ہیں جس پر وہ ہمیشہ قائم رہ سکتے ہوں۔ ان سے جب بھی پوچھو گے وہی بات کہیں گے جس پر وہ گواہ ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ صرف وہی بیان کیا کرتے ہیں جو آنکھوں نے دیکھا ہو۔ سنی سنائی باتوں کو بیان نہیں کرتے۔ پھر تیسرے یہ کہ جب وہ ایک بیان دیتے ہیں تو لوگوں کے ڈر سے اسے بدلتے نہیں بلکہ اس پر قائم رہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جب بیان بدل دیا جائے تو پھر نہ پہلے بیان کا کوئی اعتبار رہتا ہے اور نہ دوسرے کا۔ حضور نے اس ضمن میں امریکہ کے صدر کلنٹن کے واقعہ کی مثال دی جس میں حلفیہ طور پر مختلف اوقات میں مختلف بیانات دئے گئے۔ حضور نے فرمایا کہ جب کوئی انسان قرآنی تعلیم کو نظر انداز کر دے تو وہ عجیب و غریب مخمصے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگرچہ یہاں مومنوں کا ذکر کر کے ان کی علامات کو بیان کیا گیا ہے لیکن یہ تعلیم سب انسانوں کے لئے ہے اور مومنوں کو تمام بنی نوع انسان کے لئے بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیات کریمہ کے ترجمہ اور تشریح کے بعد امانت سے متعلق حضرت

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۲۹ر اگست ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ کی ۱۳ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو بچوں کے ساتھ ملاقات نشر مکرر کے طور پر دکھائی گئی۔

اتوار، ۳۰ر اگست ۱۹۹۸ء:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جرمنی کے دورہ پر ہونے کی وجہ سے آج ایم ٹی اے نے مختلف ممالک کے نمائندگان کے ساتھ سوال و جواب کی ۱۹ر جون ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی مجلس کا پروگرام دوبارہ ٹرانسمٹ کیا۔ اس مجلس میں زیادہ تر صومالیہ کے احباب شامل تھے۔

سوموار، ۳۱ر اگست ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور کے ساتھ ۲ر مئی ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ کی گئی ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۵۷ دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، یکم ستمبر ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۷۷ جو ۲۳ر اگست ۱۹۹۵ء کو پہلی بار نشر کی گئی تھی دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔ حضور انور ایدہ اللہ آج بخیر و عافیت جرمنی کے دورہ کے بعد واپس لندن ورود فرما ہوئے۔

بدھ، ۲ر ستمبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۷۶ منعقد ہوئی۔ حضور انور نے سورۃ قٓ کی آیات ۳۲ تا آخر کا ترجمہ کیا اور فرمایا کہ ان میں چند مقامات توجہ طلب ہیں۔ مثلاً آیت نمبر ۳۴ میں جَاءَ بِقَلبٍ مُنِیْبٍ کی تشریح میں فرمایا کہ یہ وہ انسان ہے جو خدا سے پوشیدگی میں ڈرتا تھا اور جھکنے والے دل کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہوا۔ حضور انور نے فرمایا کہ جہنم وغیرہ کے وعید کو بھی اس نے آنکھوں سے نہیں دیکھا اور رحمٰن تو ہمیشہ ہی غائب رہتا ہے۔ اس لئے منیب دل والا انسان ہمیشہ ہی آنے والے غیب اور اس دنیا کے غیب سے ڈرتا اور سر اطاعت خم کئے رہتا ہے۔

اس کے بعد سورۃ الذاریٰت شروع ہوئی۔ حضور نے فرمایا کہ موجودہ ملنے والے تراجم سے ہر مطالعہ کرنے والے کو جو بھی سمجھ آتی ہے وہ ایک الگ بات ہے اور میرے نزدیک الذاریٰت میں مستقبل کے متعلق پیشگوئیاں ہیں اور عصر حاضر کی ایجادات مثلاً ہوائی جہاز وغیرہ اور ان کے مختلف استعمال کا ذکر ہے۔

حضور نے ابتدائی آیات کے ترجمہ کے ساتھ نہایت پر معارف تشریح فرمائی اور ان آیات کا آج کے حالات پر اطلاق ثابت فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الحُبُکِ میں ہوائی جہازوں وغیرہ کے اڑنے کے لئے آسمان میں راستوں کی طرف اشارہ ہے اور ان راستوں سے ستاروں کے راستے بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ایک اشارہ اس طرف بھی ہے کہ یہ آسمانی راستے اس بات کی گواہی بھی دیتے ہیں کہ ایسا دور آئے گا جب تم شدید اختلافات میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

النار کے معنے جنگ کے بھی ہوتے ہیں۔ اور اس میں Nuclear Wars کا ذکر ہے جو اس عذاب میں جلدی کا مطالبہ کرنے والوں کے لئے ان کو دکھایا جائے گا۔ اور یہی یوم الدین ہے۔ جلدی سے مراد دنیا میں دکھانا ہے۔ آیات ۱۶ تا ۲۰ میں باغات اور چشموں کے درمیان والے متقی لوگوں کے خواص کا ذکر ہے اور قرآن مجید توجہ اس طرف پھراتا ہے کہ اگر زمین میں تم نشانات کو دیکھنے سے قاصر ہو

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: اختتامی خطاب از صفحہ اول

کرنی پڑے گی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تم دنیا کی طرف جھکاؤ رکھتے ہو اگر تم سمجھتے ہو تو اس سے تعلق توڑنا آسان کام نہیں اگر تم سمجھتے ہو۔ حضور نے فرمایا کہ آج کی تقریر کا عنوان یہی آیت کریمہ ہے۔ قرآن کریم میں آنحضرتؐ کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔ ان میں سے چند آیات آج کے خطاب کے لئے چنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّا عَرَضْنَا الاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ وَالجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الاِنْسَانُ. اِنَّهُ كَانَ ظَلُوماً جَهُولاً. لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ المُنَافِقِينَ وَالمُنٰفِقٰتِ وَالمُشْرِكِيْنَ وَالمُشْرِكٰتِ وَيَتُوبَ اللّٰهُ عَلَى المُؤْمِنِيْنَ وَالمُؤْمِنٰتِ. وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾. (سورۃ الاحزاب آیات ۷۳،۷۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان آیات کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"ہم نے اپنی امانت کو جو امانت کی طرح واپس دینی چاہئے تمام زمین و آسمان کی مخلوق پر پیش کیا۔ پس سب نے اس امانت کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈرے کہ امانت کے لینے سے کوئی خرابی پیدا نہ ہو مگر انسان نے اس امانت کو اپنے سر پر اٹھا لیا کیونکہ وہ ظلوم اور جہول تھا۔ یہ دونوں لفظ انسان کے لئے محلِ مدح میں ہیں، نہ محل مذمت میں اور ان کے معنی یہ ہیں کہ انسان کی فطرت میں ایک صفت تھی کہ وہ خدا کے لئے اپنے نفس پر ظلم اور سختی کر سکتا تھا اور ایسا خدا تعالیٰ کی طرف جھک سکتا تھا کہ اپنے نفس کو فراموش کر دے۔ اس لئے اس نے منظور کیا کہ اپنے تمام وجود کو امانت کی طرح پاوے اور پھر خدا کی راہ میں خرچ کر دے"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۷۹)

حضور انور نے فرمایا کہ یہ بہت ہی اہم نکتہ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ اس امانت کو لینے کے لئے لپکے کیونکہ آپ کا بنیادی تعلق نور سے تھا اور نور سے ہی آپؐ بنائے گئے تھے اور نور ہی کی طرف آپ کو رجوع فرمانا تھا۔ اسی نور اور اسی امانت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ وارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں اور امانت سے مراد انسانِ کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسانِ کامل کو عطا کرتا ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۶۰،۱۶۱)

اسی تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزید اقتباسات بھی حضور نے پیش فرمائے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"بالآخر یہ بھی واضح رہے کہ جہول کا لفظ بھی ظلوم کے لفظ کی طرح ان معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ جو اتقاء اور اصطفاء کے مناسب حال ہیں کیونکہ اگر جاہلیت کا حقیقی مفہوم مراد ہو جو علوم اور عقائد صحیحہ سے بےخبری اور ناراست اور بیہودہ باتوں میں مبتلا ہونا ہے تو یہ تو صریح متقیوں کی صفت کے برخلاف ہے کیونکہ حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی"۔

اسی طرح فرمایا: "اس مقام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بڑی اور اعلیٰ درجہ کی کرامت جو اولیاء اللہ کو دی جاتی ہے جن کو تقویٰ میں کمال ہوتا ہے وہ یہی دی جاتی ہے کہ ان کے تمام حواس اور عقل اور فہم اور قیاس میں نور رکھا جاتا ہے اور ان کی قوت کشفی نور کے پانیوں سے ایسی صفائی حاصل کر لیتی ہے کہ جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتی۔ ان کے حواس نہایت باریک بین ہو جاتے ہیں اور معارف اور دقائق کے پاک چشمے ان پر کھولے جاتے ہیں اور فیض سائغ ربانی ان کے رگ و ریشہ میں خون کی طرح جاری ہو جاتا ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام جلد ۵ صفحہ ۱۷۶ تا ۱۷۹)

اس مضمون کے تسلسل میں حضور نے سورہ آل عمران کی ذیل کی آیات پیش کرتے ہوئے بتایا کہ یہ آیات بتاتی ہیں کہ آنحضرتؐ کو اسوہ کیوں بنایا گیا؟ حضور نے فرمایا کہ یہ آیت بتاتی ہے کہ اس کی غرض خالصۃً اللہ کی محبت پیدا کرنا تھا۔ یعنی آنحضرت ﷺ بندے اور خدا کے درمیان محبت پیدا کرنے کا ایک وسیلہ تھے۔

قُل اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرلَكُمْ ذُنُوبَكُمْ. وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ.
قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ. فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الكٰفِرِيْنَ۔

(سورۃ آلِ عمران آیات ۳۲،۳۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"اے رسول تو ان لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔ آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع انسان کو محبوب الٰہی کے مقام تک پہنچا دیتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کامل مؤحد کا نمونہ تھے"۔ (الحکم جلد ۹ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۷؍نومبر ۱۹۰۵ء)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس میں گہری دلیل ہے کہ آپؐ کی اتباع اللہ کی محبت کی خاطر کی جائے۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"یہ خصوصیت آنحضرت ﷺ ہی کو حاصل ہے اور یہ آپؐ کی حیات کی ایسی زبردست دلیل ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس طرح پر آپؐ کے برکات و فیوض کا سلسلہ لاانتہا اور غیر منقطع ہے۔ اور ہر زمانہ میں گویا امت آپؐ کا ہی فیض پاتی ہے اور آپؐ ہی سے تعلیم حاصل کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت بنتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ پس خدا تعالیٰ کا پیار ظاہر ہے کہ اس امت کو کسی صدی میں خالی نہیں چھوڑتا اور یہی ایک امر ہے جو آنحضرت ﷺ کی حیات پر روشن دلیل ہے"۔

(الحکم جلد ۱۰ مورخہ ۱۷؍فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

حضور نے فرمایا یہ صدیوں کا تسلسل اور ہر صدی میں اللہ سے محبت کرنے والے جنہوں نے اللہ کے محبوب سے بھی محبت کی ہمیشہ پیدا ہوتے رہے ہیں اور کوئی ایک صدی بھی ایسی نہیں جسے ظلمت کی صدی ان معنوں میں قرار دیا جائے کہ وہاں محبت الٰہی کے نور سے روشن لوگ موجود نہ رہے ہوں۔ اس میں ہمارے لئے خوشخبری ہے۔ ہم نے آئندہ صدیوں کو اگر روشن کرنا ہے تو اس نور کی شمعیں اٹھا کر روشن کرنا ہے۔ اس کے بغیر دنیا کے اندھیروں کو اجالے میں بدلنے کا اور کوئی طریق نہیں۔

پھر سورۃ الانعام کی آیت ۱۶۳، ۱۶۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"قُل اِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِيْنَ. لَاشَرِيْكَ لَه. وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ المُسْلِمِيْنَ۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۶۳، ۱۶۴)

اس آیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تشریحی ترجمہ فرمایا ہے وہ یہ ہے:

"کہہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے ہے اور جب انسان کی محبت خدا کے ساتھ اس درجہ تک پہنچ جائے کہ اس کا مرنا اور جینا اپنے لئے نہیں بلکہ خدا ہی کے لئے ہو جائے تب خدا جو ہمیشہ سے پیار کرنے والوں کے ساتھ پیار کرتا آیا ہے اپنی محبت کو اس پر اتارتا ہے اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے جس کو دنیا نہیں پہچانتی اور نہ سمجھ سکتی ہے اور ہزاروں صدیقوں اور برگزیدوں کا اسی لئے خون ہوا کہ دنیا نے ان کو نہیں پہچانا۔ وہ اسی لئے مکار اور خود غرض کہلائے کہ دنیا ان کے نورانی چہرہ کو دیکھ نہ سکی"۔ (تقریر جلسہ مذاہب صفحہ ۷۶)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لیکن واقعات حضرت خاتم الانبیاء ﷺ پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرتؐ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جانباز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا"۔ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۱۱)

حضور نے فرمایا پس جس راہ پر حضرت اقدس محمدؐ مصطفیٰ کی غلامی میں ہم سب گامزن ہیں لازم ہے کہ اس راہ میں دکھ اٹھانے پڑیں اور دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہوئے بغیر ہم اس راہ پر قدم نہیں مار سکتے۔ پھر حضور نے سورۃ الاعراف کی حسب ذیل آیت پیش کی:

﴿قُل يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعاً الَّذِي لَه مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ. لَآ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ يُحْيِ وَ يُمِيْتُ فَاٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الاُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِه وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾۔ (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۹)

حضور انور نے اس آیت کا تشریحی ترجمہ پیش فرمایا اور پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پیش کیا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"قرآن کا مقصد تھا وحشیانہ حالت سے انسان بنانا۔ انسانی آداب سے مہذب انسان بنانا۔ تا شرعی حدود اور احکام کے ساتھ مرحلہ طے ہو اور پھر باخدا انسان بنانا۔ گو یہ لفظ مختصر ہیں مگر ان کے ہزارہا شعبے ہیں"۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۸۶)

حضور نے فرمایا کہ جب تمام بنی نوع انسان کی طرف رسول بنایا گیا تو لازم تھا کہ تمام بنی نوع انسان کی تمام حالتوں پر نظر رکھے۔ جب تک ان کی تمام حالتوں کی اصلاح نہ کر سکے اسے تمام انسانوں کے لئے رسول بنایا ہی نہیں جا سکتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

"قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعاً کے معنے نہایت ہی لطیف طور پر سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ جَمِيْعاً کے دو معنے ہیں۔ اول تمام بنی نوع انسان یا تمام مخلوق۔ دوم تمام طبقہ کے آدمیوں کے لئے یعنی متوسط، ادنیٰ اور اعلیٰ درجہ کے فلاسفروں اور ہر ایک قسم کی عقل رکھنے والوں کے لئے۔ غرض ہر عقل اور ہر مزاج کا آدمی مجھ سے تعلق رکھ سکتا ہے"۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۳۲،۱۳۳)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: 'مجھ سے تعلق رکھ سکتا ہے' میں اس مضمون کو سمجھنے کی کنجی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کو کیوں تمام بنی نوع انسان کے لئے رسول بنایا گیا۔ اس لئے کہ تمام بنی نوع انسان کا درد آپ کے سینے میں موجزن تھا اور اس کا تعلق ہر زمانے کے انسان سے بھی تھا، ہر علاقے کے انسان سے بھی تھا، ہر نسل کے انسان سے بھی تھا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کی

طرف رسول بنا کر نہ بھیجا جاتا۔ حضور نے فرمایا کہ آیت لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلاَّ يَكُونُوا مُؤْمِنِيْن (الشعراء :۴) کہ کیا تو اپنے نفس کو ہلاک کر دے گا اس غم میں کہ وہ ایمان نہیں لاتے، میں یہی مضمون ہے۔

پھر ایک اور آیت اس مضمون میں یہ ہے کہ :

''اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا . فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ . فَلاَ تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ . اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ''۔(سورة الفاطر: ۹)

یعنی کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں اپنی بداعمالیاں خوبصورت کر کے دکھائی جاتی ہیں ان لوگوں کے لئے ممکن نہیں کہ حضرت محمدؐ مصطفیٰ کے حسن کو پہچان سکیں کیونکہ وہ اپنی بدیوں کو ہی حسین دیکھتے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ قرار دیتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ پس تیری جان ان کی وجہ سے حسرت و غم کے باعث ہلاک نہ ہو جائے۔ یہ آنحضرتؐ کے دل کی کیفیت تھی۔

حضور انور نے بخاری شریف کی حسب ذیل روایت بھی پیش کی :

''عبدالرحمٰن سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابوہریرۃؓ کو کہتے سنا کہ ابوہریرۃؓ نے رسول کریم ﷺ سے سنا کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ میری اور لوگوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص ہو اور وہ شخص آگ جلائے (اور اس کے آگ جلانے کا مقصد یہ ہو کہ اندھیرے روشنی میں بدل جائیں) اور جب وہ آگ واقعی اپنے ماحول کو روشن کر دے تو پروانے اور وہ کیڑے مکوڑے جو آگ میں گرا ہی کرتے ہیں اس شخص کی جلائی ہوئی آگ میں بھی گرنے لگیں۔ اور پھر یہ آگ جلانے والا شخص ان پروانوں اور کیڑے مکوڑوں کو آگ سے بچانے میں لگ جائے اور کوشش کرے کہ وہ آگ میں نہ پڑیں لیکن یہ اس شخص پر غالب آجائیں اور آگ میں گرنے لگیں۔ اسی طرح میں بھی انسانوں کو پکڑتا ہوں، اپنی طرف کھینچتا ہوں لیکن تم مسلمانوں کو میں ان کے کمربندوں سے پکڑ کر بچا لیتا ہوں لیکن دوسرے ہیں کہ وہ اس (آگ) میں گرتے ہی جاتے ہیں''۔

(بخاری، کتاب الرقاق۔ باب الانتهاء عن المعاصی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : ''آپؐ کی روح اور خمیر میں اللہ تعالیٰ میں ایمان رکھ کر ایک لذت اور سرور آچکا تھا اور فطرتاً دنیا کو اس لذت اور محبت سے سرشار کرنا چاہتے تھے۔ ادھر دنیا کی حالت کو دیکھتے تھے تو ان کی استعدادیں اور فطرتیں عجیب طرز پر واقع ہو چکی تھیں اور بڑے مشکلات اور مصائب کا سامنا تھا۔ غرض دنیا کی اس حالت پر آپ گریہ وزاری کرتے تھے اور یہاں تک کرتے تھے کہ قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلاَّ يَكُونُوا مُؤْمِنِيْن (الحكم جلد ۵ مورخہ ۱۷/جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۴)

پھر تقریر جلسہ مذاہب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی مضمون میں فرماتے ہیں :

''آنحضرت ﷺ نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور ان کے جور و جفا اٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلاَّ يَكُونُوا مُؤْمِنِيْن ...... کیا تو اس غم اور اس سخت محنت میں جو لوگوں کے لئے اٹھا رہا ہے اپنے تئیں ہلاک کر دے گا...... سو قوم کی راہ میں جان دینے کا حکیمانہ طریق یہی ہے کہ قوم کی بھلائی کے لئے قانونِ قدرت کی مفید راہوں کے موافق اپنی جان پر سختی اٹھاویں''۔(تقریر جلسہ مذاہب صفحہ ۱۲۷، ۱۲۸)

حضور نے فرمایا اس میں جماعت کے لئے ایک نصیحت ہے جو ایک عظیم تبلیغ کے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ ہر قسم کی سختی برداشت کئے بغیر تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ اس سختی کا آغاز اپنے دل سے ہو گا۔ جتنا آپ کا دل دوسروں کے دکھ میں مبتلا ہو گا اتنا ہی آپ کا جسم ان سختیوں کو برداشت کرنے کی طاقت پاتا چلا جائے گا جو اس راہ میں لازماً پیش آتی ہیں۔

اسی طرح حضور علیہ السلام نے فرمایا : ''اور یہ معنے بھی اس آیت کے ہیں کہ مومن کو مومن بنانے کی فکر میں تو اپنی جان دے دے گا یعنی ایمان کو کامل بنانے میں''۔

(الحكم جلد ۶ نمبر ۱۲ مورخہ ۳۱/مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''ابتدائے اسلام میں بھی جو کچھ ہوا وہ آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جو کہ مکہ کی گلیوں میں خدائے تعالیٰ کے آگے رو رو کر آپؐ نے مانگیں۔ جس قدر عظیم الشان فتوحات ہوئیں کہ تمام دنیا کے رنگ ڈھنگ کو بدل دیا وہ سب آنحضرتؐ کی دعاؤں کا اثر تھا۔ ورنہ صحابہؓ کی قوت کا تو یہ حال تھا کہ جنگ بدر میں صحابہ کے پاس تین تلواریں تھیں اور وہ بھی لکڑی کی بنی ہوئی تھیں''۔(الحكم ۱۷/ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۴)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ آنحضرتؐ کی دعاؤں کا اثر تھا کہ وہ جو مٹی تھے وہ آسمان کے ستارے بن گئے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضورؐ کا سب سے بڑا ذریعہ دعا تھا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس راز کو پالیا کہ آپؐ کی ساری کوششیں دعا کی برکت اور دعا کے سایہ سے آگے بڑھیں اور دعا کے نتیجہ ہی میں کامیاب ہوئی ہیں۔ پس ہم سب کے لئے اس میں نصیحت ہے کہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اپنے مقصد کی کامیابی کے لئے اور اپنی زندگی کی کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اگر دعائیں نہ ہوں تو کوشش نامکمل اور نامراد ٹھہرے گی۔ فرماتے ہیں :

''وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللهم صل و سلّم و بارك عليه و اله بعدد هَمِّه وَ غَمِّه و حُزنه لهذهِ الأمة و انزل عليه انوار رحمتك الى الابد''۔(برکات الدعاء)

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جہاں تک مومنوں کے ساتھ رافت کا تعلق ہے اس پر تو آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ گواہ ہے اور دعا کے بعد سب سے بڑا معجزہ آپ کی رحمت اور شفقت کا معجزہ تھا جس نے مومنوں کی کایا پلٹ دی۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۲۸، ۱۲۹ میں درج ہے :

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ. عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾

(سورة التوبه : ۱۲۸، ۱۲۹)

یعنی اے مومنو! تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے تمہارا تکلیف میں پڑھنا اس پر شاق گزرتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت حریص ہے۔ اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا (اور) بہت کرم کرنے والا ہے۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو تو کہہ دے کہ اللہ میرے لئے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا ربّ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس آیت میں رء وف و رحیم خدا تعالیٰ کی دو صفات کا ذکر فرمایا ہے اور آنحضرتؐ نے ان کو ایسا اپنایا کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ رء وف و رحیم کی طرح ہو گیا بلکہ فرمایا گویا وہ خدا کی صفات سے سرتاپا مرصع اور مزین تھا اور مومنوں پر اس رأفت اور رحمت سے جھکتا تھا جس طرح اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ پر جھکا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''تعلیم قرآنی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ نیکوں اور ابرار اخیار سے محبت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ ۔ یعنی اے کافرو! یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا اور نہایت درجہ خواہش مند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پاجاؤ''۔

(نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۲۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں :

''جذب اور عقد ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آجاتا ہے اور ظل اللہ بنتا ہے۔ پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اس مرتبہ میں کل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا وہ اس پر سخت گراں ہے۔ اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں''۔

(الحكم جلد ۶ نمبر ۲۶ صفحہ ۶ مورخہ ۲۴/جولائی ۱۹۰۲ء)

اس تعلق میں حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث بیان فرمائی :

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ حدیث بیان کی کہ شروع کے دنوں میں سب سے پہلے ایک چور کو حد کی سزا دی گئی۔ اسے حضورؐ کے پاس لایا گیا تھا جب اس کے جرم کا کھلا ثبوت مل گیا تو حضورؐ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ لوگ جب اسے لے کر جانے لگے تو انہوں نے دیکھا کہ حضورؐ کے چہرۂ مبارک پر اس کا اثر ہے۔ آپ پُر ملال اور اداس اداس ہیں۔ اس پر بعض نے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو اس واقعہ کا بے حد افسوس ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کیوں نہ افسوس ہو تم لوگ اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے مددگار بن جاتے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا حضور نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا؟ اس پر آپؐ نے فرمایا تم میرے پاس یہ شکایت لانے سے پہلے چھوڑ سکتے تھے۔ جب امام کے پاس ملزم کو لایا جائے اور جرم ثابت ہو جائے تو اس کارروائی کے بعد حد (کی سزا) واجب ہو جاتی ہے۔ اور امام (قاضی) یہ سزا معطل نہیں کر سکتا۔ یہ فرمانے کے بعد آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ وليعفوا وليَصفحوا (نور : ۲۳) یعنی چاہئے کہ لوگ عفو اور درگزر سے کام لیں۔

(مسند الامام الاعظمؒ۔ کتاب الحدود صفحہ ۱۵۵)

حضور انور ایدہ اللہ نے اس تعلق میں کہ آنحضرتؐ مومنوں کے لئے کس قدر رء وف و رحیم تھے ایک اور حدیث پیش کی۔ حضرت معاویہ بن حکمؓ بیان کرتے ہیں کہ :

''ایک دفعہ میں آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نمازیوں میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی۔ میں نے اس کے جواب میں يَرْحَمُكَ اللّٰه کہا۔ دوسرے نمازی مجھے تیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ میں نے کہا ہائے میری ماں! تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو۔ اس پر لوگ اپنی رانیں پیٹنے لگے جس طرح لوگ گھبراہٹ اور پریشانی میں کرتے ہیں۔ تب میں سمجھا کہ دراصل یہ لوگ مجھے چپ کرانا چاہتے ہیں۔

جب آنحضرت ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپؐ نے مجھے بلایا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نے نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد آپؐ سے زیادہ اچھا اور رحم دل معلم کوئی دیکھا۔ خدا کی قسم! آپؐ نے مجھے نہ جھڑکا، نہ مارا، نہ برا بھلا کہا بلکہ نرمی سے فرمایا نماز میں باتیں کرنا ٹھیک نہیں۔ نماز میں تسبیح، تکبیر اور تلاوت قرآن مجید ہوتی ہے۔(مسلم کتاب الصلوٰۃ .باب تحریم الکلام فی الصلاۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "مسلمان کو سزا سے بچانے کے لئے حتی الامکان کوشش کرو۔ اگر اس کے بچنے کی کوئی راہ نکل سکتی ہو تو معاملہ رفع دفع کرنے کی سوچو۔ امام کا معاف اور درگزر کرنے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔

(ترمذی ابواب الحدود باب ما جاء فی درء الحدود)

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کہ حد لازم ہو چکی ہو آنحضرت ﷺ کا یہی طریق تھا کہ آپ معاملہ رفع دفع کرنے کی کوشش فرمایا کرتے تھے اور عام روزمرہ کی غلطیوں سے اعراض فرمایا کرتے تھے۔ اور اس کا بنیادی اصول یہ ہے کہ امام کا معاف اور درگزر کرنے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضور ﷺ ساری رات کھڑے ہو کر نماز میں یہ آیت پڑھتے رہے: "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْم"(المائدہ :۱۱۹) کہ خدایا تیرے یہ بندے جو میرے سپرد کئے گئے ہیں مجھے ان کا اتنا غم ہے کہ میں راتوں کو اٹھ کر تیرے حضور گریہ وزاری کر رہا ہوں تو مالک ہے چاہے تو بخش بھی سکتا ہے۔ اگر تو انہیں عذاب دینے کا فیصلہ کرے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ عبادك میں ایک التجا ہے۔ ہاں اگر تو ان کو بخش دے تو یقیناً تو ہر غالب سے بڑھ کر غالب اور بہت ہی حکمت والا ہے۔

راتوں کو عبادت کرتے ہوئے آپ کا سینہ خدا کے حضور گریاں و بریاں ہوتا۔ دل ابل ابل جاتا اور سینہ میں یوں گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی جیسے ہنڈیا کے ابلنے سے گڑگڑ کی آواز آتی ہے۔ (شمائل ترمذی)۔ اس طرح درد سے حضرت محمدؐ رسول اللہ نے ہم گناہ گاروں کے لئے دعائیں کی ہیں۔ اور بنا یہ تھی کہ آپ مجسم رحمت تھے جیسا کہ فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُم. وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ .فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُم وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ . فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ . اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾(سورۃ آل عمران آیت ۱۶۰)

حضور ایدہ اللہ نے اس آیت کا تشریحی ترجمہ کیا اور فرمایا کہ اس میں بڑا گہرا سبق ہے ان لوگوں کے لئے جو بنی نوع انسان کی اصلاح کا بیڑا اٹھاتے ہیں۔ محض اچھی بات کرنے سے کوئی آپ کی طرف مائل نہیں ہوگا۔ آپ کی شفقت اور محبت اور نرمی کے نتیجہ میں لوگ آپ کے اردگرد جمع ہو نگے پھر آپ ان کو نصیحت کی بات سنا سکتے ہیں جس کا دل پر اثر ہوتا ہے۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جس معاملے میں نرمی شامل ہو جائے وہ معاملہ حسین ہو جاتا ہے اور جس کام میں سختی داخل ہو جائے وہ بھدا اور بدنما ہو جاتا ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلة)

حضور انور نے فرمایا کہ اس دنیا کی تربیت کے وقت یہ بہت حسین اصول ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ ہر بات میں نرمی داخل ہو اور سختی کا آپ کی کوششوں میں کوئی دخل نہ ہو۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

☆......☆......☆......☆......☆

افغانوں اور پٹھانوں کا اسرائیلی لباس

(مظفر احمد چوہدری)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام افغانوں اور پٹھانوں میں اسرائیلی عنصر کی موجودگی کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"چوتھا قرینہ افغانوں کی پوشاک بھی ہے۔ افغانوں کے لمبے کرتے اور جبّے یہ وہی وضع اور پیرایہ اسرائیلیوں کا ہے جس کا انجیل میں بھی ذکر ہے۔

(ایام الصلح صفحہ ۷۳، روحانی خزائن صفحہ ۳۰۰)

قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی اپنی کتاب "عیسیٰ در کشمیر" میں لکھتے ہیں:

"افغانوں کا لباس ڈھیلہ خلقہ یا کشمیریوں کا ڈھیلا کرتا۔ پاؤں میں چپلی، سر پر ٹوپی، لمبے لمبے لٹکے ہوئے بال، بچوں کے سر پر بودی اور کانوں پر لٹکے ہوئے بال، ہاتھ میں عصا، چادر اور کمر باندھنا، یہ وہ لباس ہے جو ہمسایہ قوم استعمال نہیں کرتی۔ البتہ بنی اسرائیل کا یہی لباس ان تصاویر میں دکھائی دیتا ہے جو قدیمی یہود کی موجود ہیں"۔(عیسیٰ در کشمیر صفحہ ۸۱ از قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی)

میجر رجوے نے پٹھانوں کے لباس کی مزید تفصیل یوں بیان کی ہے:۔

"پٹھانی لباس قمیص (چولا، خَکّی یا اندرخہ) یا کھلے کوٹ (خلکا)، کھلے پاجامہ (پرتوگ یا پروگ) جسے ازار بند سے باندھا جاتا ہے، پگڑی (پٹکی یا دستار) جسے قُلّہ کے ساتھ یا قلہ کے بغیر پہنا جاتا ہے۔ یا ایک گول ٹوپی پر مشتمل ہوتا ہے۔ کمر کے گرد رسی اکثر باندھ لی جاتی ہے۔ یہ لباس عموماً کھردرے دیسی کپڑے سے بنایا جاتا ہے اور کوٹوں کو اکثر نیلا رنگ دیا جاتا ہے..........۔

.... عورتوں کا لباس مردوں سے تھوڑا سا ہی مختلف ہوتا ہے۔ پگڑی کی جگہ سر کی چادر لے لیتی ہے (اوڑھنی) اور قمیص کی جگہ ایک لمبی قمیص (خت) جو گردن سے ٹانگوں تک ہوتی ہے۔ پرتوگ (یا ستھن) عموماً مردوں سے لمبی ہوتی ہے اور ٹخنوں تک آ جاتی ہے......"۔(پٹھان صفحہ ۵۳۔ اردو ترجمہ)

جیوئش انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے:

"بربری یہود ایک نیلے رنگ کا بغیر آستینوں کا گھاگرا (Frock) پہنتے ہیں۔ اس کی کالر بھی نہیں ہوتی۔ ......اور اپنے منڈے ہوئے سروں پر ایک چھوٹی سی کالی ٹوپی پہنتے ہیں......"۔(زیر لفظ Costums)

پٹھانوں اور افغانوں کے لباس کے عمومی تعارف اور قدیم اسرائیلی لباس سے اس کی مشابہت کے بیان کے بعد اب ہم زیادہ تفصیل کے ساتھ دونوں کا باہم موازنہ کرتے ہیں۔

جیوئش انسائیکلوپیڈیا ہمیں اسرائیلی لباس کی مندرجہ ذیل تفاصیل سے آگاہ کرتا ہے:

A clock ("me'il") was generally worn over the undergarments(1 Samii19.xv.27). This ,like the me'il of the high priest, may have reached only to the knees, but it is commonly supposed to have been a long -sleeved garment made of a light fabric,probably imported from Syria. Every respectable man wore generally the upper garment("Simlah") over the " Ketonet" for anyone dressed only in the Ketonet was considered naked.*("arom" I Sam xix,24; Amosii,16;Isa.xx.2;Jobxii.6,xxiv.7,10)*

قدیم عبرانی لباس فلسطین میں اب بھی "فلاحین" کے استعمال میں ہے۔

The Fellaheen of modern Palastine wear the "abayah" a clock usually black,or in black and brown stripes, which corresponds to the (outer) coat of the ancient Israelites."

The "abayah" consists of a rectangular piece of woolen cloth, sewed together so that the front and the two openings on the sides for the arms are unstitched. Like the Fallah of today ,so the poor Israelite of ancient times wrapped himself in the garment at night to keep warm.

(Ex.xxii 26; Deut.xxiv.13) Deutronomy

(جیوئش انسائیکلوپیڈیا)

افغان رسومات پر مجھے انٹرویو دیتے ہوئے ایک یوسفزئی افغان نے کہا:

"خاص طور پر ان کی ایک ٹوپی ہوتی تھی جو صرف یہ سر کے درمیان پہنتے تھے۔ ان یہودیوں کو میں نے لندن میں ناروے میں ایسے مقامات پر دیکھا ہے جو صرف ٹوپی کو (سر کے درمیان میں) پہنتے تھے۔ یہ رواج اب آہستہ آہستہ ختم ہو گیا ہے۔ میری زندگی میں میں نے یہ رواج دیکھا ہے.......... ان کے لباس کو اگر آپ دیکھیں تو آج وہ لباس ایک تاریخی میوزیم میں ہمیں نظر آتا ہے۔ لیکن کل تک اور بلکہ جو ہمارے Remote یوسف زئی علاقے صوابی ہیں۔ مانیری ہیں یا اسین ہے، داغ ہے۔ ان علاقوں میں آج تک ستر، اسّی سال کے بوڑھے جو ہیں وہی لباس پہنتے ہیں جو یہودی پہنا کرتے تھے یعنی وہ بہت بڑی قمیص (خلکاہ) جسے کہتے ہیں۔ اسکو وہ "پینئے" بھی کہتے ہیں۔ اگرچہ پینئے قمیص کو بھی کہتے ہیں لیکن خلکاہ وہ ضرور پہنتے ہیں۔ اس کی بڑی لمبی آستینیں ہوتی ہیں۔ یہ لباس اُن (یعنی یہود) کے ساتھ اچھا خاصا ملتا ہے۔ اب تو اسرائیلی جو ہیں وہ بھی اچھے خاصے ماڈرن ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنا پرانا لباس جو ہے وہ چھوڑ دیا ہے۔ لیکن یہ لباس ان کے ساتھ اب بھی موجود ہے (یعنی پٹھانوں کے ساتھ۔ ناقل) اور میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ آنے والے چالیس، پچاس سال میں شاید یہ بھی ختم ہو جائے"۔

ٹوپی کے بارے میں ایک معمر یوسف زئی نے جو اسماعیلہ گاؤں ضلع مردان کے رہنے والے ہیں بتایا:

"یہاں پر جو ٹوپیاں پہنتے تھے تو اس پر صلیب کا نشان ہوا کرتی تھی۔ اور کرتے پر بھی جو ہے نا یہ تقریباً ناف کے قریب۔ یہاں پہ صلیب کی نشان ہوا کرتی تھی ......یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں پہ پہلے بنی اسرائیل بھی رہا کرتے تھے .... یہ قوم عیسائی تھا"۔(پٹھان لہجہ):

سوال...... : دلہ ذاک؟ (ایک قوم جو پٹھانوں سے قبل مردان میں آباد تھی)

جواب...... : نہیں یہ یوسف زئی۔ ہاں!

سوال...... : اچھا یہ جو آپ نے بتایا تھا نشان کا ٹوپی پر اور کپڑوں پر یہ کیسے روایتاً آپ تک کوئی بات پہنچی ہے کہ لوگ پہنا کرتے تھے......

جواب...... : میں، میں، میں نے خود دیکھا ہے!!!! ابھی چند سال ہوئے کہ یہ ختم ہو گیا...... ہاں...... چند سال ہوئے کہ ختم ہوا۔

سوال...... : یہاں کسی کے پاس وہ پرانا کپڑا ہو......

جواب...... : نہیں۔ اندرونی علاقہ میں شاید مل سکے۔

کشمیریوں کا لباس تو سینکڑوں سالوں سے علماء اور سیاحوں کے نزدیک سراسر اسرائیلی قرار پایا ہے۔ یہ عموماً ایک لمبے کھلی آستینوں والے کرتے پر جو ٹخنوں تک آتا ہے مشتمل ہوتا ہے اور اس کے نیچے بالعموم کچھ نہیں پہنا جاتا۔ ☆......☆......☆

خطبہ جمعہ

سختی سے پیش آنا یا سختی کی تعلیم دینا یہ اسلام کے منافی ہے

ہمارا اشاعت دین کا کام اس امر پر مبنی ہے کہ حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کی نصائح پر پوری طرح احتیاط کے ساتھ کاربند رہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۳۱؍جولائی ۱۹۹۸ء بمطابق ۳۱؍وفا ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (سورة العنكبوت آيت ۸)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مومن بندوں سے جو ایمان لائے، نیک عمل بجالائے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۔ ہم ضرور ان سے ان کی برائیاں دور کر دیں گے وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور اس سے بڑھ کر جزاء یہ کہ انہیں ان کے بہترین اعمال کا بدلہ دیں گے۔ یعنی جو کمتر اعمال ہیں ان کو نظر انداز فرماتے ہوئے ان کو جو بھی بہترین اعمال بجالانے کی توفیق ملے گی۔ ہم ان کو ان بہترین اعمال کا بدلہ دیں گے۔ یہ عنوان ہے آج کے خطبے کا اور اسی آیت کے تتبع میں جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے ذریعے آپ کے سامنے کچھ نصائح کرنا چاہتا ہوں۔

بخاری كتاب الجهاد باب ما يكره من التنازع والاختلاف في الحرب میں یہ روایت ہے عَنْ سَعِيد ابن اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بعث معاذًا و ابا مُوسىٰ اِلَى اليمن فقال يَسِّرَا وَ لا تُعَسِّرَا وَ بَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَ تَطَاوَعَا وَ لاَ تَخْتَلِفَا۔ یہ حدیث میں نے عربی میں بھی پڑھ دی ہے مگر آگے آئندہ وقت بچانے کے لئے میں صرف ترجمہ ہی پیش کرتا رہوں گا ورنہ شاید یہ مضمون ایک گھنٹے میں سمیٹا نہ جاسکے۔ سعید بن ابی بردہ کے دادا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے معاذ اور ابو موسیٰ کو یمن روانہ کیا اور یمن بھیجتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی کہ لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنا، ان پر سختی نہ کرنا، انہیں خوش رکھنا اور نفرت نہ پھیلانا اور آپس میں اتفاق رکھنا، اختلاف میں نہ پڑنا۔

دوسری حدیث بخاری كتاب العلم سے لی گئی ہے۔ اس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آسانی پیدا کرو، سختی نہ کرو اور خوشی کی بات سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ۔ اس موقع پر جبکہ دنیا بھر سے احمدی اور بہت سے زائرین تشریف لائے ہوئے ہیں حضرت اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ نصیحت میں آپ کے سامنے دوہرا رہا ہوں۔ دراصل احمدیت کی اشاعت کا مقصد یہ ہے جو ان دو احادیث میں بیان فرمادیا گیا ہے۔ **سختی سے پیش آنا یا سختی کی تعلیم دینا یہ اسلام کے منافی ہے۔** اور اسلام کا لفظ اس تعلیم کے منافی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ مذہب کا نام تو اسلام ہو یعنی سلامتی کا پیغام دے رہا ہو اور سختی کی تعلیم ہو اور نفرت کی تعلیم ہو۔ پس یہ بات اچھی طرح پلے باندھ لیں کہ **ہمارا اشاعت دین کا کام اس امر پر مبنی ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ان نصائح پر پوری طرح احتیاط کے ساتھ کاربند رہیں۔**

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بخاری کتاب اللباس میں یہ روایت مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا، اے لوگو! اپنی طاقت کے مطابق اعمال بجالاؤ کیونکہ تم تھک جاتے ہو اللہ نہیں تھکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اعمال وہ ہیں جو اگرچہ تھوڑے ہوں لیکن ان میں دوام ہو۔ چونکہ جماعت احمدیہ عالمگیر کو بکثرت ایسی نصائح کی جارہی ہیں، بکثرت ان کو ہدایت دی جارہی ہے کہ سب دنیا کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھالیں اور جس حد تک توفیق ملے بنی نوع انسان کی خدمت سرانجام دیں اس لئے اس خدمت کو انجام دینے کا طریق بیان کرنا بھی ضروری ہے اور ایسی خدمت سرانجام دیں جس میں وہ نہ تھکیں نہ ماندہ ہوں اور کسی وقت اکتا کر اسے چھوڑ نہ بیٹھیں۔ یہ خدمت کی تعریف ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائی۔

چنانچہ فرمایا اے لوگو! اپنی طاقت کے مطابق اعمال بجالاؤ اور یاد رکھیں کہ آپ کی طاقت نیک اعمال بجالانے سے بڑھتی رہے گی۔ اس لئے بہت گہری نصیحت ہے، بہت بڑے بڑے کام آپ سے متوقع ہیں لیکن بیک وقت اچانک آپ ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔ اسلئے گھبرا کر، اپنی طاقت سے بڑھ کر کام سرانجام دینے کی کوشش نہ کریں، اگر ایسا کریں گے تو آپ تھک جائیں گے اور بالآخر اس کام کو بالارادہ یا مجبوراً ترک کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کو خوب اچھی طرح یاد رکھیں۔ تم تھک جاتے ہو، اللہ نہیں تھکتا۔ اللہ کے کام تو اس دنیا میں جاری رہنے والے کام ہیں اور بہت وسیع ہیں۔

سب دنیا کو اللہ کی راہ کی طرف بلانا اور اس راہ پر چلنے میں ان کی مدد کرنا، ان کی تعلیم و تربیت کر کے بے خدا انسانوں کو باخدا انسان بنادینا یہ ایسا کام نہیں ہے جسے کوئی قوم بھی مکمل طور پر سرانجام دے سکے۔ پس اگر زبردستی اپنے آپ کو مشقت میں ڈالو گے تاکہ اللہ کا کام پوری طرح سرانجام دے لو تو یہ کام ختم ہونے والا نہیں ہے۔ اللہ تو نہیں تھکے گا۔ اگر اس سے مقابلہ کرنا ہے تو دوڑ کر دیکھ لو تم تھک جاؤ گے اور اللہ نہیں تھکے گا۔ اس لئے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اعمال وہ ہیں جو اگرچہ تھوڑے ہوں مگر ان میں دوام ہو، ہمیشہ کے لئے کئے جائیں۔

حضرت ابی وائل سے ایک حدیث مروی ہے اور یہ بخاری کتاب العلم سے لی گئی ہے۔ ابووائل نے روایت بیان کی عبداللہ بن مسعود کے متعلق۔ وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے۔ ایک شخص نے ان سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن میری خواہش ہے کہ آپ روزانہ ہمیں وعظ کیا کریں۔ حضرت عبداللہ فرمانے لگے کہ میرے لئے یہ کوئی مشکل امر نہیں مگر مجھے پسند نہیں کہ تمہیں تھکا دوں۔ میں موقع اور وقت کی مناسبت سے تمہیں وعظ کرتا ہوں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم موقع اور وقت کی رعایت سے ہمیں نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ ہمارے اکتا جانے کا خیال فرماتے ہوئے ایسا کیا کرتے تھے۔

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ نگاہ رکھتے تھے کہ کوئی کمزور تھک نہ جائے اور کسی بیمار پر ضرورت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالا جائے۔ نماز میں بھی اس بات کی پابندی اختیار فرمایا کرتے تھے۔ یعنی جب خدا کے حضور حاضر ہوتے اور تمام تر توجہات کو اللہ کے حضور پیش کر دیتے تو اس وقت بھی ایک بچے کے رونے کی آواز آپ کو اپنی طرف متوجہ کر دیا کرتی تھی۔ چنانچہ ابو قتادہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا، بخاری کتاب الاذان سے حدیث لی گئی ہے، میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ یہی ہوتا ہے کہ اس میں تلاوت لمبی کروں پھر کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اس کی ماں کو تکلیف میں ڈالنا مجھ پہ گراں گزرتا ہے سو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں۔

اب ایک لمبی روایت ہے میرے خیال میں جس طرح وقت گزر رہا ہے غالبًا میں عربی عبارت پڑھنے کے باوجود بھی وقت کے اندر انشاء اللہ اس خطبے کو ختم کر سکوں گا۔ حدثنا جابرابن عبدالله ان معاذابن جبل رضی الله عنه كا ن يصلى مع النبى ﷺ ثم ياتى قومه فيصلّى بهم الصلوٰة فقرأبهم البقرة قال فتجوز رجل فصلى صلوٰة خفيفة فبلغ ذٰلك معاذاً فقال انه منافق فبلغ ذٰلك الرجل فاتى النبى ﷺ فقال يا رسول الله اناقوم نعمل بايدينا و نسقى بنواضحنا و ان معاذاً صلى بنا البارحة فقرأ البقرة فتجوزت فزعم انى منافق فقال النبى ﷺ "يا معاذ أفتان انت؟ ثلاثا. اقرأ والشمس و ضحٰها و سبح اسم ربك الاعلیٰ و نحوهما. (بخاری كتاب الادب باب من لم يرا كفارا من قال ذاك متاولا او جاهلا)

اس حدیث کا اب عام فہم ترجمہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں بتایا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرض نماز آنحضرت ﷺ کے پیچھے پڑھتے تھے اور پھر اپنی قوم میں جا کر امامت کراتے تھے۔ ایک تو یہ بات پیش نظر رکھیں کہ غالبًا صبح کی نماز ان نمازوں میں پیش نظر نہیں ہے کیونکہ صبح کی نماز کے لئے یہ ناممکن تھا کہ آپ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے اور پھر واپس جا کر اپنی قوم میں امامت کرواتے اور پھر لمبی سورتیں بھی پڑھتے اس لئے اس نماز کو مستثنیٰ سمجھیں غالبًا مغرب اور عشاء کی نمازیں مراد ہیں کیونکہ ان میں اونچی آواز سے تلاوت کی جاتی ہے۔

ایک دفعہ انہوں نے نماز میں سورۃ بقرہ شروع کر دی۔ بہت لمبی سورۃ ہے، تقریباً تمام قرآن کی تعلیمات اس سورۃ میں بیان ہوئی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی نماز مختصر کر لی یعنی ان سے الگ ہوا، نماز مختصر پڑھی اور چلا گیا۔ اس بات کا علم جب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوا تو انہوں نے فرمایا یہ شخص منافق ہے۔ جب یہ بات اس تک پہنچی وہ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگ سارا دن محنت کرتے ہیں اور اونٹوں پر پانی بھر کر لاتے ہیں۔ معاذ نے گزشتہ رات ہمیں نماز عشاء پڑھائی جس میں انہوں نے سورۃ بقرہ کی تلاوت کی۔

نماز عشاء کا نام لینے سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ مغرب کی نماز میں بھی لمبی تلاوت نہیں ہو سکتی تو وہ ایک ہی نماز تھی جس میں رات بارہ بجائے جا سکتے تھے اور وہ عشاء کی نماز تھی۔ جس میں انہوں نے سورۃ بقرہ کی تلاوت کی۔ میں نے الگ ہو کر مختصر نماز پڑھ لی۔ معاذ نے مجھے منافق قرار دیا۔ معلوم ہوتا ہے معاذ وہاں موجود تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ معاذ عشاء کی نماز میں بلکہ ہر نماز میں موجود ہوتے تھے تو یہ شکایت ان کی موجودگی میں کی گئی۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے معاذ سے تین بار فرمایا کہ کیا تو فتنہ پیدا کرتا ہے، کیا تو فتنہ پیدا کرنے والا ہے، کیا تو فتنہ پیدا کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا نماز میں وَالشَّمسِ وَضُحٰها اور سَبِّحِ اسْمِ رَبِّكَ الاَعْلٰی یا ایسی ہی کوئی اور سورتیں پڑھا کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دستور عموماً خطابات میں بھی یہی تھا کہ اختصار سے کام لیا کرتے تھے مگر بعض دفعہ اس کے برعکس بھی دستور ثابت ہے۔ اس کی وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ آپ لوگ مجھے دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ میں سات سات آٹھ آٹھ گھنٹے لوگوں کے ساتھ لگاتا ہوں، ان کو نصیحت کرتا ہوں، نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ ملاقاتوں کو چھوڑ کر بھی مجھے باقاعدہ ایم ٹی اے پر لمبے لمبے خطابات کرنے پڑتے ہیں، لمبی لمبی مجالس میں شامل ہونا پڑتا ہے اور پھر آج کل کی تقاریر یہ بھی بہت وقت لیتی ہیں اور لیں گی تو نعوذ باللہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت سے احتراز کر رہا ہوں یہ ناممکن ہے۔ موقع اور محل کے مطابق خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی یہی طریق اختیار فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں لکھتے ہیں: "بعض وقت اس قدر لمبی تقریر فرماتے کہ صبح سے لے کر شام تک ختم نہ ہوتی۔ درمیان میں نمازیں آجاتیں۔ آپؐ ان کو ادا کر کے پھر تقریر شروع کر دیتے"۔ اگر صبح کی نماز بھی جیسا کہ اصل جو بڑی روایت ہے اس میں یہ ذکر موجود ہے، شامل ہے، تو یہ تبھی ممکن تھا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم روزے سے ہوں اس لئے آپ مغرب کے وقت اس خطاب کو ختم فرما دیا کرتے تھے ورنہ خود بھی سارا دن فاقے سے رہنا اور باقی سب کو بھی اسی طرح رکھنا غالبًا یہ بعید از قیاس ہے۔ بہرحال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہی طریق تھا۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۵ مطبوعہ بیروت میں یہ روایت تفصیل سے درج ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے۔

ابوزید انصاری سے روایت ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لا کر ہمیں خطاب فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ منبر سے نیچے اترے اور ظہر کی نماز پڑھائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ رمضان میں ہوا ہو گا کیونکہ میں اسے ممکن نہیں سمجھتا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود تو روزے میں ہونے کی وجہ سے کھانے کی ضرورت محسوس نہ فرمائیں لیکن اپنے صحابہ کو تکلیف میں ڈالیں کیونکہ پچھلی جتنی احادیث گزری ہیں وہ آسانی پیدا کرنے کی ہدایت پر مشتمل احادیث ہیں اور خود حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فرمودات ہیں اس لئے میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ یہ واقعہ عام دنوں کا واقعہ ہے جب صرف رسول اللہ ﷺ روزے سے ہوں۔ لازماً کوئی ایسا دن ہے جس میں صحابہ بھی روزے سے تھے اور ان کو لمبی نصیحت کرنے سے ان پر کوئی مشقت عائد نہیں کی جاتی تھی۔ بہرحال یہ تشریحات ہیں۔

اصل روایت یہ ہے کہ صبح کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لا کر ہمیں خطاب فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا پھر آپ منبر سے نیچے اترے اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور پھر ہم سے خطاب فرمایا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا پھر آپ نیچے اترے اور عصر کی نماز پڑھائی بعد ازاں پھر منبر پر تشریف لا کر ہمیں خطاب فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ اب دیکھ لیں اس میں عشاء کی نماز کا ذکر نہیں۔ اس لئے جو میں نے استنباط کیا ہے وہ یقیناً درست ہے۔ روزے کی حالت میں مغرب تک خطاب ہو سکتا تھا مغرب کے بعد نہیں۔ تو ایسا ہی اس روایت میں درج ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے۔ عن معاذ رضى الله عنه قال قلت يارسو ل الله اخبرنى بعمل يدخلنى الجنة و يباعدنى من النار قال لقد سألت عن عظيم و انه ليسير على من يسره الله تعالیٰ عليه تعبد الله لاتشرك به شيئا و تقيم الصلوٰة و تؤتى الزكوٰة و تصوم رمضان و تحج البيت ان استطعت اليه سبيلا. ثم قال الا ادلك على ابواب الخير؟ الصوم جنة والصدقة تطغى الخطيئة كما يطفئ المآء النار و صلوٰة الرجل من جوف اليل ثم تلا" تتجافى جنوبهم عن المضاجع " حتى بلغ يعملون . ثم قال الا أخبرك برأس الامر كله و عموده و ذروة سنامه. قلت بلى يا رسول الله. رأس الامرالاسلام و عموده الصلوٰة و ذروة سنامه الجهاد ثم قال الا اخبرك بملاك ذلك كله قلت بلى يا رسو ل الله و فأخذ بلسانه قال كف عليك هذا. قلت يا رسول الله و انا لمؤاخذون بما نتكلم به. فقال ثكلتك امك و هل يكبّ الناس فى النار على وجوههم الا حصائد السنتهم.

(ترمذى كتاب الايمان فى حرمة الصلوٰة)

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا کام بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے اور دوزخ

Earlsfield Foundation

(Hospital Division)

Compitition

for young Architect

to design a Hospital

First Prize 100,000 rp.

Second Prize 50,000 rp.

Third Prize 25,000 rp.

For further details write to

The manager

175 Merton Road . London

SW18 5EF. U.K.

سے دور رکھے۔ آپؐ نے فرمایا تم نے ایک بہت بڑی مشکل بات پوچھی ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو یہ آسان بھی ہے یعنی ہر اس شخص کے لئے جس کے لئے اللہ تعالیٰ آسان فرمادے۔ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ نماز باقاعدگی سے پڑھ، زکوٰۃ ادا کر۔ زکوٰۃ تو ہر ایک پر فرض نہیں ہوا کرتی لیکن نماز میں باقاعدگی اختیار کرنا ہر ایک پر فرض ہے۔ رمضان کے روزے رکھ۔ اگر تو بیت اللہ تک جانے کی توفیق پائے اور رستہ صاف ہو، بیت اللہ تک جانے کا رستہ خطرات سے پاک ہو تو حج کر۔ پھر آپؐ نے فرمایا کیا میں بھلائی اور نیکی کے دروازوں کے متعلق تجھے نہ بتاؤں۔ سنو روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے، صدقہ گناہ کی آگ کو اس طرح بجھادیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھادیتا ہے۔ رات کے درمیانی حصے میں نماز پڑھنا اجر عظیم کا موجب ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُم عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوفاً وَ طَمَعاً۔ اس آیت کو آخر تک پڑھا۔ پھر فرمایا کیا میں تم کو سارے دین کی جڑ بلکہ اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتاؤں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ ضرور بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا دین کی جڑ اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے، اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کیا میں تجھے اس سارے دین کا خلاصہ نہ بتاؤں کیونکہ باتیں بہت سی ہو گئی تھیں یہ خطرہ ہو سکتا تھا کہ وہ بھول جائیں سب باتوں کو۔ تو بالآخر جسے ہم کہتے ہیں خلاصہ کلام۔ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سارے دین کا خلاصہ نہ بتاؤں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ ضرور بتایئے۔ آپؐ نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا اسے روک رکھو۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں اس کا بھی ہم سے مؤاخذہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا تیری ماں تجھ کو گم کردے۔ یہ ایک پیار کا کلمہ ہے، کوئی غصے کا اور بددعا کا کلمہ نہیں۔ عرب اسی طرح کہا کرتے تھے لیکن یہ محاورہ بولتے افسوس کے موقعہ پر تھے۔ تیری ماں تجھے گم کردے میں دونوں باتیں شامل ہیں۔ ایک تو یہ کہ موقع افسوس کا ہے جب ماں کسی بچے کو گم کردے اور کہنے کا طریق نرم اور محبت کا ہوا کرتا تھا۔ مطلب تھا یہ بددعا نہیں ہے تم نے بات ایسی کہی ہے جو اسی طرح بری خبر ہے جیسے ماں کسی بچے کو گم کردے۔ فرمایا لوگ اپنی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیوں یعنی اپنے برے بول اور بے موقع باتوں کی وجہ سے ہی جہنم میں اوندھے منہ گرتے ہیں۔

اب یہ ایک بہت ہی بڑی تنبیہ ہے اور لغو باتیں کرنے والوں کو اپنی زبان پر نگران ہونا پڑے گا۔ بسا اوقات مذاق مذاق ہی میں کوئی ایسی بات منہ سے نکل جاتی ہے جو گستاخی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ ایک چھوٹا سا کلمہ، حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک اور حدیث کے مطابق، ایک ایسے شخص کو جو جنت کے قریب پہنچ چکا ہو اس سے اتنا دور کر دیتا ہے کہ وہ جہنم میں جاگرتا ہے۔ یعنی زبان پر مکمل اختیار تو سب کو ممکن نہیں مگر اگر اللہ چاہے اور یہ توجہ ہو اور انسان نگران رہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور پہلے تولے پھر منہ سے بولے تب انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو یہ توفیق مل سکے گی۔ لیکن اس میں دقت یہ ہے کہ بعض قومیں اپنی عادات کے مطابق بہت تیز بولتی ہیں خاص طور پر اہل یوپی اور اہل یوپی کی عورتیں تو فر فر باتیں کرتی ہیں کیا ان کی زبان کے کہنے میں بھی وہ پکڑے جائیں گے۔ اس سلسلے میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک خوشخبری کا فرمان یہ ہے جو قرآن کریم کی آیت کریمہ کے تابع ہے کہ اللہ تم سے تمہاری لغو قسموں کے متعلق کچھ نہ پوچھے گا۔ زبان کو جہاں تک ممکن ہو قابو میں رکھو لیکن جہاں فر فر بولنے کی عادتیں ہیں وہاں تو غلطی سے کلمہ ادھر ادھر ہو بھی جائے تو استغفار سے کام لو لیکن بعد میں ضرور سوچو تاکہ پیشتر اس کے کہ اللہ کی پکڑ آجائے تمہیں احساس ہو جائے کہ مجھ سے غلطی ہو چکی ہے اور پھر استغفار کر کے آئندہ غلطی کا اعادہ نہ کرنے کا عہد کرو۔ یہی ہے جو میں اس پیغام سے سمجھا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں نے درست سمجھا ہوگا۔

عن شهر ابن حوشب رضی الله عنه قال قلت لام سلمة رضی الله عنها یا ام المومنین ! ما کا ن اکثر دعآء رسول الله ﷺ اذا کان عندك ؟ قالت کا ن اکثر الدعآء یامقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك . قالت فقلت یا رسول الله ما لا کثر دعائك یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك. قال یا ام سلمة انه لیس آدمی الا و قلبه بین اصبعین من اصابع الله فمن شآء اقام و من شآء ازاغ. (ترمذی ابواب الدعوات)

حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ اے ام المومنین، آنحضرت ﷺ جب آپ کے ہاں ہوتے تھے تو زیادہ تر کونسی دعا کیا کرتے تھے۔ اس پر ام سلمہؓ نے بتایا کہ حضور علیہ السلام یہ دعا پڑھتے تھے یَا مُقَلِّبُ الْقُلُوبِ ثَبِّت قَلْبِي عَلٰى دِینِكَ۔ اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضور سے اس دعا پر مداومت کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا، اے ام سلمہ انسان کا دل خدا تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ جس شخص کو ثابت قدم رکھنا چاہے اس کو ثابت قدم رکھے اور جس کو ثابت قدم نہ رکھنا چاہے اس کے دل کو ٹیڑھا کردے۔

اب یہ دعا بھی ہمارے لئے اس دور میں بہت ہی اہمیت رکھتی ہے اس میں بہت سی باتیں قابل توجہ ہیں۔ اول یہ کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ثبات قدم نصیب تھا۔ ایسا ثبات قدم نصیب تھا جس پر عرش کے خدا نے بارہا گواہی دی تھی پھر یہ دعا کیوں کرتے ہیں۔ دو وجوہات مجھے سمجھ آتی ہیں۔ اول یہ کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طبعی انکسار تھا جس کی وجہ سے آپ کو ثبات قدم نصیب ہوا۔ ایک لمحہ بھی آپ کے دل میں یہ وہم نہیں گزرتا تھا کہ میرا ثبات قدم میری کسی خوبی کی وجہ سے ہے بلکہ ہر لمحہ جانتے تھے کہ اللہ نے توفیق عطا فرمائی ہے تو مجھے ثبات قدم عطا ہوا ہے۔

دوسرا یہ کہ امت کے لئے نصیحت تھی کہ میں جسے خدا تعالیٰ نے ثابت قدم قرار دیا اور بارہا دیا میں بھی تو اللہ کی رحمت اور اس کے منشاء کا محتاج ہوں۔ وہ جس شخص سے چاہے اپنی رضا پھیر لے اور اس کا چاہنا ہمیشہ کسی دلیل کے نتیجے میں ہوا کرتا ہے اور بسا اوقات انسان کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ کیا وجہ تھی۔ تو اس لئے نامعلوم کیفیات کا خوف کر کے جانتے ہوئے کہ میں اپنے دل پر بظاہر نگران ہوں مگر نہیں جانتا کہ دل میں کیا کیا مخفی کیفیات ہیں جن پر میری نظر نہیں، میرے مولا کی نظر ہے اس بناء پر یہ دعا امت کے لئے ضروری قرار دے دی گئی کہ اللہ سے دعا مانگو کہ وہ دلوں کو سیدھا ہی رکھے اور یہ فیصلہ نہ کرے کہ یہ دل ٹیڑھا ہونے کو ہے۔

یہ سارا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طریق عمل انکسار ہی کی بناپر تھا اور اس بناء پر تھا کہ اللہ کے فضل کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں اور اللہ کے فضل آپ پر اتنے بے شمار تھے کہ خدا کا شکر ادا کرنا بھی آپ یہی سمجھتے تھے کہ اللہ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں۔ رات بھر شکر یہ ادا کرتے تھے لیکن پھر بھی ساری زندگی یہی تھی۔ اس یقین کی بناپر کہ جب تک اللہ تعالیٰ شکر کو قبول نہ فرمائے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا کہ کیا انجام ہوگا۔

عن عآئشة رضی الله تعالیٰ عنها ان النبی ﷺ کان یقوم من الیل حتی تتفطر قدماه فقلت له لم تصنع هذا یارسول الله و قد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك و ما تاخر قال افلا احب ان اکون عبداً شکوراً. (بخاری کتاب التفسیر)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بعض دفعہ راتوں کو اتنا لمبا عرصہ تک کھڑے رہتے تھے کہ تَتَفَطَّر قَدَمَاهُ آپ کے پاؤں پھٹ جایا کرتے تھے خون کے دباؤ کی وجہ سے۔ میں نے عرض کی کہ لم تصنع هذا آپ کیوں ایسا کرتے ہیں اے اللہ کے رسول جبکہ وَقَد غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ آپ کے متعلق تو خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمادیا ہے کہ سابقہ تمام غفلتیں بھی معاف ہوئیں اور آئندہ بھی اگر کوئی غفلت ہوئی تو معاف ہوگی۔ اتنے یقینی مغفرت کے وعدے کے بعد پھر آپ کیوں کرتے ہیں۔ قال اَفَلا احبّ اَن اَکُون عَبداً شَکُوراً کیا میں پسند نہ کروں کہ اتنے بڑے فضل کے نتیجے میں ایک شکر گزار بندہ بنوں۔

عجیب حال ہے اور ہم میں سے اکثر وہ ہیں جو دن رات اللہ کے فضلوں کی بارش کو دیکھتے ہیں اور شاذ کے طور پر شکر کی توفیق ملتی ہے۔ منہ سے اَلحَمدُلِلّٰه بھی کہتے ہیں، 'اللہ کا شکر ہے'، بھی بار بار کہہ دیتے ہیں مگر کہاں یہ شکر، کہاں شکر کے نتیجے میں راتوں کو جگادینا۔ ایسا شکر ادا کرنا کہ آسمان کے کنگرے بھی ہل جائیں اور وہ شکر پھر اللہ کی نعمتوں کو آپ پر آسمان سے نازل فرمارہا ہو۔ یہ وہ شکر ہے جس کا نمونہ پکڑیں اور ایسے شکر کے بغیر حقیقت میں ہم دنیا میں کسی کامیابی کی امید نہیں رکھ سکتے۔ لیکن یاد رکھیں

جتنا شکر کریں گے اتنا ہی زیادہ اللہ کی رحمتیں نازل ہونگی، جتنا رحمتیں نازل ہونگی دعا کرتے رہیں کہ اتنا ہی زیادہ شکر کی توفیق ملتی رہے۔

مسلم کتاب التوبہ سے یہ روایت ہے عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لویعلم المومن ما عندالله من العقوبة ما طمع بجنته احد و لو یعلم الکافر ما عندالله من الرحمة ما قنط من جنته احد. (مسلم کتاب التوبة باب فی سعة رحمة الله)۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اگر

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

مومن کو اللہ تعالیٰ کی سزا اور گرفت کا اندازہ ہو کہ جب وہ سزا دینے پر آئے اور گرفت کا فیصلہ فرمائے تو اتنی سخت اور شدید ہوگی وہ گرفت، اگر مومن کو علم ہو جائے کہ خدا اگر ناراض ہو تو اتنی بڑی گرفت ہوتی ہے تو وہ جنت کی امید ہی نہ رکھے۔ کیوں جنت کی امید نہ رکھے اس لئے کہ مومن کو یہ احساس رہنا چاہئے کہ عملاً وہ اتنا گنہگار، وہ بلا ارادہ بھی گنہگار ہے اور خطا تو اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور اللہ اس کی ہر کمزوری کو پکڑے تو سزاوار ہو جائے گی اور اگر سزاوار ہو جائے اور اس کو پتہ ہو کہ خدا کی گرفت کتنی سخت ہے تو وہ جنت کی امید ہی کھو بیٹھے، اس کے دل میں یقین ہو جائے کہ مجھے کبھی جنت نصیب نہیں ہو سکتی۔ اگر کافر کو اللہ تعالیٰ کے خزائنِ رحمت کا اندازہ ہو تو وہ اس کی جنت سے ناامید نہ ہو اور یقین کرے کہ اتنی بڑی رحمت سے بھلا کون بدقسمت محروم رہ سکتا ہے۔ یہ بظاہر دو متضاد باتیں ہیں۔ ایک طرف چھوٹی سی غلطی پر یہ خوف کہ خدا بہت سخت گرفت فرمائے گا، ایک طرف ساری عمر کے گناہوں کے باوجود جو پہاڑوں کے برابر ہوں یہ امید کہ اللہ تعالیٰ ان سب گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ یہ دو باتیں بظاہر متضاد ہیں مگر متضاد نہیں ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہی تو پل صراط ہے جس سے ڈرنے کی ہمیں تلقین کی جاتی ہے۔ اس احتیاط سے اس صراط کو طے کرنا ہے کہ خدا کے غضب کی طرف نہ گر پڑیں۔ اور اس امید پر اس صراط کو طے کرنا کہ جب بھی قدم اٹھائیں خدا کی رحمت کی جانب گریں۔ یہ وہ رستہ ہے جس کی طرف یہ حدیث بلا رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تحریر آخر پر میں نے رکھی تھی مگر اس سے پہلے میں آپ کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ ان ساری باتوں کو حرز جان بنانے کا ارادہ ہی نہ کریں، ان کو حرزِ جان بنالیں۔ اب اس جلسے پر آپ کی طرف سے جو بھی رویہ ہو وہ انہی ہدایات کی روشنی میں ہو۔ **کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات کو سن کر پھر ان پر عمل کرنے میں تاخیر کا فیصلہ جائز نہیں۔** اس کی وجہ یہ ہے کہ زندگی کا اعتبار نہیں۔ کون جانتا ہے کہ کب اسے ملک الموت بلالے گا۔ ایک لمحے کا بھی اعتبار نہیں۔ اچھے بھلے ایسے صحت مند جن کے متعلق لوگ رشک کی نگاہیں ڈالا کرتے تھے اچانک اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ کئی دفعہ مجھے ایسے خطوط ملتے ہیں۔ ابھی کل ہی کی ڈاک میں یہ خط تھا کہ ہمارے باپ بالکل ٹھیک ٹھاک، کوئی بھی نقص نہیں، ساری عمر کوئی بیمار نہیں اچانک فوت ہو گئے۔ تو جب ملک الموت وار کرتا ہے تو اچانک کرتا ہے اور اس بات کا محتاج نہیں کہ کوئی بیمار ہو اور کوئی صحت مند ہو۔ اس لئے کیونکہ ہمیں یقین نہیں ہے کہ ہم کتنا عرصہ یا کتنے لمحے زندہ رہیں گے اس لئے نیک باتیں سننے کے بعد ان کے عمل میں تاخیر کا فیصلہ بہت مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔ اللہ کی مرضی ہے کہ وہ مہلت کو بڑھا دے لیکن یہ بھی تو اسی کی مرضی ہے کہ مہلت کو کم کر دے۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ آپ ان نصائح کو پوری طرح مضبوطی سے پکڑ کر بیٹھ جائیں گے اور اس مضمون میں میں آئندہ آج کے افتتاحی خطاب میں زیادہ تفصیل سے روشنی ڈالوں گا کہ آپ کو کیا کرنا چاہئے۔

اس عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقتباس پر اپنے اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں: **"اسی طرح تمہاری روحانی حالت معمولی سی توبہ یا کبھی کبھی ٹوٹی پھوٹی نماز یا روزہ سے سنور نہیں سکتی۔ روحانی حالت کے سنوارنے اور اس باغ کے پھل کھانے کے لئے بھی تم کو چاہئے کہ اس باغ کو وقت پر خدا کی جناب میں نمازیں ادا کر کے اپنی آنکھوں کا پانی پہنچاؤ"۔** کتنی فصیح و بلیغ، کتنی دلکش عبارت ہے۔ روحانی حالت سنوارتے ہو تو اس کا نتیجہ ایسے باغات کی صورت میں تمہیں ملنا چاہئے جو اس دنیا میں بھی پھل دیں اور اس دنیا میں بھی پھل دیں اور باغات کو تو سینچا جاتا ہے۔

پس اس باغ کا پھل کھانے کی اگر تم تمنا رکھتے ہو تو "اس باغ کو وقت پر خدا کی جناب میں نمازیں ادا کر کے اپنی آنکھوں کا پانی پہنچاؤ اور اعمال صالحہ کے پانی کی نہر سے اس باغ کو سیراب کرو"۔ اعمال صالحہ کو بھی پانی سے تشبیہ دی ہے کیونکہ اعمال صالحہ ہی ہیں جو اس باغ کو اس دنیا میں یا آخری دوسری دنیا میں جنتوں کی صورت میں اس کی سیرابی کا موجب بنیں گے۔ اعمال صالحہ نہ ہوں تو کوئی نیک نیت کوئی نیک ارادہ کام نہیں آسکتا۔ ارادے کے سچا ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ سچا ہو تو اس کے مطابق عمل کرنے کی بھی توفیق ملتی ہے اگر سچا نہ ہو تو محض دل کی خواہشات ہیں اس سے زیادہ اس کی کوئی بھی اہمیت نہیں۔ چنانچہ فرمایا: "اعمال صالحہ کے پانی کی نہر سے اسے سیراب کرو تا وہ ہرا بھرا ہو اور پھلے پھولے اور اس قابل ہو سکے کہ تم اس سے پھل کھاؤ"۔ یہی توقع جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت سے رکھی اس کے سوا میں اور کیا توقع کر سکتا ہوں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ محض اس باغ کی باتیں نہیں کریں گے۔ جب تک اس باغ سے پھل کھانا نہ شروع کر دیں آپ اطمینان سے نہیں بیٹھیں گے اور یہ پھل ایسے ہیں جو جب آپ کھائیں گے تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ یہ آسمان سے اترنے والے پھل ہیں۔ زندگی سر سے پاؤں تک اور پاؤں سے سر تک شاداب ہو جائے گی۔ خدا تعالیٰ کی رحمت اور پیار کا سلوک کوئی ایسا سلوک تو نہیں جو انسان کو غیر معمولی طور پر اس کا احساس نہ دلائے۔

ایک باپ یا ایک ماں یا کوئی اور عزیز جب شفقت سے پیش آتا ہے تو آپ جانتے ہیں کہ آپ کے دل پر کیا گزرتی ہے، کیسے آپ فرحت محسوس کرتے ہیں مگر اللہ کی شفقت کے تو رنگ ہی اور ہیں سوائے ان کے جن کو اس باغ سے پھل کھانے کی توفیق نصیب ہوئی ہو کوئی دوسرا اس کیفیت کا اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔ فرمایا: **"یاد رکھو ایمان بغیر اعمال صالحہ کے ادھورا ایمان ہے۔** کیا وجہ ہے کہ اگر ایمان کامل ہو تو اعمال صالحہ سرزد نہ ہوں؟ اپنے ایمان اور اعتقاد کو کامل کرو ورنہ کسی کام کا نہ ہوگا۔ لوگ اپنے ایمان کو پورا ایمان تو بناتے نہیں پھر شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں وہ انعامات نہیں ملتے جن کا وعدہ تھا"۔ اگر باغ کو سینچو گے ہی نہیں تو پھل کیسے لائے گا، وہ خشک لکڑیوں میں تبدیل ہو جائے گا جو آگ میں جھونکنے کے لائق ہوگا۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہوا ہے وَ مَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَه' مَخْرَجاً وَ يَرزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لاَ يَحْتَسِبْ یعنی جو خدا کا متقی اور اس کی نظر میں متقی بنتا ہے اس کو خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی تنگی سے نکالتا اور ایسی طرز سے رزق دیتا ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ کہاں سے اور کیونکر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ برحق ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے اور بڑا رحیم و کریم ہے، جو اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے وہ اسے ہر ذلت سے نجات دیتا ہے اور خود اس کا حافظ و ناصر بن جاتا ہے۔ مگر وہ جو ایک طرف دعویٰ اتقاء کرتے ہیں اور دوسری طرف شاکی ہوتے ہیں کہ ہمیں وہ برکات نہیں ملے۔ ان دونوں میں سے ہم کس کو سچا کہیں اور کس کو جھوٹا؟ خدا تعالیٰ پر ہم کبھی الزام نہیں لگا سکتے۔ اِنَّ اللّٰهَ لاَ يُخْلِفُ الْمِيْعَاد۔ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ ہم اس مدعی کو جھوٹا کہیں گے۔ اصل یہ ہے کہ ان کا تقویٰ یا ان کی اصلاح اس حد تک نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل وقعت ہو، یا وہ خدا کے متقی نہیں ہوتے، لوگوں کے متقی اور ریاکار انسان ہوتے ہیں"۔ یہ سب سے بڑا خطرہ ہے جو ہر وقت انسان کے سر پر ایک تلوار کی طرح لٹکا ہوا ہے۔ تقویٰ تو اللہ کا کرتے ہیں یعنی بظاہر، لیکن ڈرتے لوگوں سے ہیں۔ عبادت تو بظاہر خدا کی بجالاتے ہیں مگر دکھاتے لوگوں کو ہے۔ "سو ان پر بجائے رحمت اور برکت کے لعنت کی مار ہوتی ہے جس سے سرگرداں اور مشکلات دنیا میں مبتلا رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کو کبھی ضائع نہیں کرتا اور وہ اپنے وعدوں کا پکا اور سچا اور پورا ہے"۔

اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک چھوٹی سی عبارت پڑھ کر میں اس خطاب کو ختم کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں: "حضرت داؤد زبور میں فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا، جوان ہوا، جوانی سے اب بڑھاپا آیا مگر میں نے کبھی کسی متقی اور خدا ترس کو بھیک مانگتے نہ دیکھا"۔ میں بچہ تھا، جوان ہوا، جوانی سے اب بڑھاپا آیا مگر میں نے کبھی کسی متقی اور خدا ترس کو بھیک مانگتے نہ دیکھا" اور نہ اس کی اولاد کو دربدر دھکے کھاتے اور ٹکڑے مانگتے دیکھا"۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۴۳،۲۴۲)۔ پس اگر آپ یہی چاہتے ہیں کہ آپ سے ایسا ہی سلوک ہو تو ان کے اعمال کا خیال کریں جن سے خدا ایسا ہی سلوک فرمایا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

SATELLITE WAREHOUSE

MTV Muslim Television AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

حیا کے پاک نمونے

(عبدالسمیع خان - ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿ قل للمومنین یغضوا من ابصارهم و یحفظوا فروجهم ذلك ازكىٰ لهم ان الله خبير بما يصنعون . و قل للمومنات یغضضن من ابصارهن و یحفظن فروجهن ﴾ (النور :۳۱،۳۲)

تو مومنوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بہت پاکیزگی کا موجب ہوگا۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے خبردار ہے۔ اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔

ان آیات میں مومن مردوں اور مومن عورتوں سے توقع کی گئی ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا کر کے رکھیں اور جھکا کر رکھیں اور اپنے فروج کی حفاظت کریں۔

یہ وہ خلق ہے جو حیا کے پاکیزہ نام سے موسوم ہے اور خدا تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہے۔ حدیث نبوی ہے :

عن یعلی ابن امیه قال قال رسول الله ﷺ ان الله یحب الحیاء و الستر.

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحه ۲۲۴ المكتب الاسلامی .بیروت)

اللہ تعالیٰ حیا اور ستاری کو پسند کرتا ہے۔

دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حیاء اور ستاری کو صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ خود بھی حیادار اور ستار ہے۔

"عن صفوان بن یعلی بن امیه قال : قال رسول اللهﷺ ان الله عزّ و جلّ حییٌ ستیرٌ".

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحه ۲۲۴ المكتب الاسلامی بیروت)

اللہ تعالیٰ بہت حیادار اور پردہ پوشی کرنے والا ہے۔

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی حیا اور ستاری کو عفو اور مغفرت کے رنگ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کے ہزاروں گناہوں کو دیکھتا ہے اور صرفِ نظر فرماتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے اور انسان کے پردے چاک کر کے رکھ دے تو اس کائنات سے زندگی کا کلی طور پر خاتمہ ہو جائے۔

اسی حیا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندوں کے لئے بھی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ بھی نہ صرف گناہوں کے ارتکاب سے شرمائیں بلکہ اگر گناہ ہو جائے تو اس کی تشہیر نہ کریں۔ اور اپنے کئے پر شرمندہ ہوں۔ اسی لئے حضورؐ نے فرمایا: "کُلُّ اُمَّتِی مُعَافًی اِلاَّالْمُجَاهِرُونَ"۔ یعنی میری ساری امت قابل بخشش ہے سوائے ان لوگوں کے جو اپنے گناہوں کا برملا اعلان کرتے ہیں۔

فرمایا یہ کتنی بے حیائی اور بے وقوفی ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو اس کا پردہ رکھتا ہے اور وہ صبح اٹھتے ہی وہ پردہ چاک کر دیتا ہے اور کہتا ہے میں نے یہ گناہ کیا اور یہ گناہ کیا۔ (بخاری کتاب الادب باب ستر المومن علی نفسه)

وہ لوگ جو اللہ سے حیا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے حیا کرتا ہے یعنی ان کی حیا کے نیک نتائج ظاہر فرماتا ہے۔

حضور ﷺ کی مجلس میں ایک دفعہ تین آدمی آئے۔ ایک تو آگے جگہ تلاش کر کے حضور کے قریب پہنچ گیا اور دوسرے نے بیٹھنے کی جگہ نہ پائی مگر واپس جانے سے شرمایا اور جوتیوں میں ہی بیٹھ گیا۔ مگر تیسرا واپس چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے کشفی طور پر حضورؐ کو ان کے حالات کی خبر دی اور بتایا کہ پہلے آدمی نے خدا کی پناہ میں آنے کی کوشش کی اس لئے خدا اس کو پناہ دے گا۔ دوسرا واپس جانے سے شرمایا تو خدا بھی اس سے حیا کرے گا اور تیسرے آدمی نے بے توجہی کا مظاہرہ کیا۔ اس لئے خدا تعالیٰ بھی اس سے اعراض کرے گا۔ (بخاری کتاب العلم باب من قعد حیث ینتهی به المجلس)

یہ حدیث ہمیں بہت ہی پر حکمت پیغام دیتی ہے ۔ کہ ماموررین کی اور ذکر الٰہی کی مجالس میں محض شرکت ہی بعض دفعہ بخشش کا موجب بن جاتی ہے اس لئے ان مجالس میں پوری طرح حیا اور ادب اور وقار کے ساتھ شریک ہونا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ کی مجلس میں صحابہ کا نقشہ اس طرح کھینچا گیا ہے :

"كانما رؤوسهم الطير" (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب فضل النفقة فی سبیل الله ۔ ابوداؤد کتاب الطب باب الرجل یتداوی)

اتنے باادب اور حیادار کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں جو ذرا سی حرکت سے اڑ جائیں گے۔

آپ کی مجلس میں ایک صحابی کی آواز آپ سے زیادہ بلند ہو گئی تو وہ اپنے آپ کو منافق سمجھ کر کئی دن گھر بیٹھے رہے۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة الحجرات زیر آیت لا ترفعوا اصواتکم)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حیا کی ایک اور مثال حضورؐ نے یوں دی۔ عن سلمان الفارسی رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال ان الله حییٌ کریم یستحی اذا رفع الرجل الیه یدیه ان یردهما صغراً خائبین۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ بڑا حیادار ہے اور باوقار ہے۔ جب کوئی بندہ اس کے حضور دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس لوٹانے سے شرماتا ہے۔ یہی صفت کامل طور پر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ میں پائی جاتی تھی۔ اور کبھی کوئی سائل آپؐ کے در سے خالی ہاتھ نہیں گیا۔

آپؐ کی فیاضی سخاوت اور عفو و درگزر کے نظاروں کا تو ایک عالم نے مشاہدہ کیا ہے اور رمضان میں تو تیز ہواؤں سے اس کی تمثیل دی گئی ہے مگر اس وقت آپ کی حیا کے ایک خاص پہلو سے روشنی حاصل کرنا مقصود ہے جس کا تعلق عفت اور پاکیزگی اور غضِ بصر سے ہے۔

"عن قتادة قال: سمعت عبدالله بن ابی عتبه رضی الله عنه یقول: سمعت اباسعید الخدری رضی الله عنه یقول: كان رسول الله ﷺ اشد حیاء من العذراء فی خدرها و كان اذا كره شیئاً عرفناه فی وجهه"۔ (بخاری کتاب الادب باب من لم یواجه الناس بالعتاب)

حضرت قتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ جب آپؐ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو اس کا اثر ہم چہرہ مبارک سے محسوس کرتے یعنی آپؐ کے چہرے کو دیکھ کر پتہ چل جاتا کہ یہ بات آپ کو پسند نہیں آئی۔ بالعموم آپ اس کا اظہار زبان سے نہ کرتے۔ کسی کی کوئی حرکت ناپسند ہوتی تو اسکا نام لے کر اظہار نہ کرتے بلکہ فرماتے بعض لوگ ایسا کرتے ہیں جو مناسب نہیں ہے۔

آپؐ کی حیا کے متعدد واقعات قرآن کریم میں محفوظ ہیں۔

حضور ﷺ نے جب حضرت زینبؓ سے شادی کی تو آپ کی دعوت ولیمہ میں صحابہ کرام دیر تک بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔ حضور کی مصروفیات میں حرج ہو رہا تھا۔ مگر حضور فطری حیا کی وجہ سے ان کو جانے کے لئے نہیں کہہ رہے تھے ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے خود مومنوں کو آداب سکھائے اور فرمایا، "ان ذلكم كان یوذی النبی فیستحی منكم والله لا یستحی من الحق"۔ (الاحزاب :۸)

تمہارا یہ طریق نبی کو تکلیف دے رہا تھا۔ مگر وہ تم سے حیا کر رہا تھا مگر اللہ تعالیٰ حق کے بیان میں کوئی شرم نہیں کرتا۔

آنحضرت ﷺ کے بچپن میں کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی اور حضورؐ اور حضورؐ کے چچا عباسؓ پتھر اٹھا اٹھا کر جمع کر رہے تھے تو آپ کے چچا حضرت عباسؓ نے آپؐ سے کہا، بھتیجے اپنے تہہ بند اپنے شانے پر رکھ لو تاکہ پتھروں کی رگڑ وغیرہ نہ لگے۔ اور غالباً حضرت عباسؓ نے خود ہی ایسا کر دیا۔ مگر چونکہ اس سے آپؐ کے جسم کا کچھ ستر والا حصہ ننگا ہو گیا جس کی وجہ سے آپ شرم کے مارے زمین پر گر گئے اور آپ کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ اور آپؐ بے تاب ہو کر پکارنے لگے میرا تہہ بند، میرا تہہ بند۔ اور پھر آپ کا تہہ بند جب درست کر دیا گیا تو آپ نے اطمینان محسوس کیا۔

(بخاری کتاب بنیان الکعبه باب نمبر ۱)

اس زمانہ میں عربوں کے تمدن میں قضائے حاجت کے لئے بیوت الخلاء گھروں کے اندر نہیں ہوتے تھے اور باہر جانا پڑتا تھا۔ حضور ﷺ جب باہر تشریف لے جاتے تو بہت دور چلے جاتے، اتنا کہ کسی کی نظر نہ پڑتی۔

(ابوداؤد کتاب الطهارة باب التخلی عند قضاء الحاجة)

آنحضرت ﷺ پاکیزگی اور تقویٰ کے انتہائی مقام پر فائز تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو امت کے لئے باپ کی جگہ قرار دیا مگر پھر بھی آپؐ کی حیاء کا بلند تقاضا یہ رہا کہ عورتوں کی بیعت لیتے وقت کبھی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا، بلکہ زبانی بیعت لی۔

(بخاری کتاب التفسیر سورة الممتحنه)

آپ نے شریعت کی وضاحت کرتے ہوئے بے شمار نازک اور باریک مسائل بیان کئے مگر قرآن کریم کی طرح کسی جگہ بھی حیا کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔

عن انس رضی الله عنه قال: قال رسول اللهﷺ ما كان الفحش فی شیئی الا شانه ، و ما كا ن الحیاء فی شیئی الا زانه.

(ترمذی کتاب البر والصله باب فی الفحش)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : بے حیائی ہر چیز کو بدنما بنا دیتی ہے اور شرم و حیا ہر حیادار کو سیرت کا حسن بخشتا ہے اور اسے خوبصورت بنا دیتا ہے۔

مغربی تہذیب نے آج کُل عالم میں حیا کو جس طرح پامال کیا ہے اس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ دجالیت کی اس میدان میں بھی پسپائی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے سچے غلاموں کے ہاتھوں مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فتح کو دیکھنے اور حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆......☆......☆

فرانکفورٹ کے نزدیک فرید برگ میں

سیکنڈ ہینڈ کاروں کی خریدو فروخت کا مرکز

آپ کار خریدنا یا اپنی کار فروخت کرنا چاہتے ہیں

تو ہمارے ہاں تشریف لائیں یا بذریعہ فون / فیکس رابطہ کریں

نقد ادائیگی کے ساتھ TUV اور KAT کے بغیر کاریں بھی خریدی جاتی ہیں

نیز کاروں کے ہر قسم کے سپئر پارٹس بازار کی قیمت سے ارزاں نرخوں پر فروخت کئے جاتے ہیں

Malik Asif Mahmood

Saar Str.25 Friedberg

Tel - Office : 0171-621 4360 - (Mobile)

PRV.Tel: 06031-7685 - Fax : 06031-680 352

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

تو اپنے نفوس میں جھانک کر دیکھو کیا تمہاری بصیرت تمہارے باطن میں بھی تمہیں کوئی نشان نہیں دکھاتی؟

آیت نمبر ۲۳ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے رزق کا دارومدار آسمانی بارش کے پانی پر ہے۔ اور وَمَا تُوعَدُونَ میں انذار کا پہلو بیان کیا گیا ہے یعنی اس پانی کا بے وقت بے ضرورت اور بیحد برس جانا ہلاکت کا باعث بھی ہے۔ اور اس صورت حال سے تمہیں ڈرایا جاتا ہے۔

جمعرات، ۳؍ستمبر ۱۹۹۸ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۵۸ نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔ یہ کلاس پہلی بار ۳؍مئی ۱۹۹۶ء کو دکھائی گئی تھی۔

جمعۃ المبارک، ۴؍ستمبر ۱۹۹۸ء:

آج فرنچ بولنے والے زائرین کی مکرم عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن کی معیت میں سوال وجواب کی مجلس جو ۲۶؍ستمبر ۱۹۹۷ء کو منعقد ہوئی تھی دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔ سوال تو صرف ۲ ہی کئے گئے لیکن ان کی نوعیت کے پیش نظر مختصراً کارروائی افادۂ قارئین کے لئے درج ہے:

☆...... بیعت کا کیا مطلب ہے اور اسلام میں اس کی کیا اہمیت ہے؟ مکرم امام صاحب نے سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۱۱۱ تلاوت کی جو یہ ہے "اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُم بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ" یعنی خدا تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے اموال اور جانیں خرید لی ہیں جن کے بدلے انہیں جنت کا وعدہ ہے۔ حالانکہ مال اور جان خدا تعالیٰ خود ہی عطا کرتا ہے تو پھر جنت کے بدلے جان اور مال اسے واپس لوٹانے میں انسان کو کون سا گھاٹا ہے۔ جنت تو مفت میں خدا کی عطا ہے۔

بیعت کی اہمیت کے پیش نظر قرآن مجید میں سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۱۳ میں خواتین کی بیعت کے متعلق خاص ہدایات آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے دی گئی ہیں اس کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ اس میں خواتین کو قرآنی احکامات سے مطلع کرنے کے مقصد کے علاوہ یہ بات ثابت کرنا بھی مقصود ہے کہ بیعت جیسے اہم حکم میں عورتوں کو پیچھے نہیں چھوڑا گیا۔ اور اغیار کا اعتراض کہ اسلام عورت کو کمتر درجہ دیتا ہے غلط ہے۔

☆...... کیا امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے سلسلے میں آنحضرت ﷺ نے کچھ فرمایا ہے؟۔ مکرم امام صاحب نے فرمایا سب سے پہلے حکم خداوندی کے تحت آنحضرت ﷺ نے بیعت لی اور آپ کی متابعت میں خلفاء نے بھی لی۔ اسلام کی تاریخ سے ثابت ہے کہ خلفاء راشدین نے بیعت کی بھی اور لی بھی۔ اگر خلیفۃ الرسول کی بیعت ضروری ہے تو امام مہدیؑ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی نمائندگی میں آنا ہے ان کی بیعت از حد ضروری ہے۔ دوسرے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے کندھوں پر بیعت کا جوا ہے اور حدیث میں آتا ہے، "من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ" تو یعرف کا مطلب بھی بیعت ہے۔ اس کے علاوہ ابن ماجہ میں حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "فاذا رایتموہ فبایعوہ" کہ جب تم انہیں دیکھو تو ان سے ملنا یا دیکھنا کافی نہیں بلکہ ان کی بیعت کرو اور فرمایا خواہ تمہیں ان تک پہنچنے کے لئے برف پر سے گھسٹ کر جانا پڑے۔

☆...... آخری سوال یہ تھا کہ جماعت احمدیہ میں پہلی بیعت کس طرح ہوئی۔ وقت کی کمی کے پیش نظر پہلی بیعت کے بیان سے پہلے صرف پس منظر کا ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ بہت سے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مہدویت سے قبل آپ کے اعلیٰ اخلاق اور تقویٰ کے پیش نظر آپ کو موعود مہدی سمجھتے تھے اور آپ سے بیعت کی درخواست بھی کرتے تھے۔ (مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعض احادیث مبارکہ پیش کر کے ان کی وضاحت کی اور روزمرہ کی مثالوں سے ان کے مطالب کو سمجھایا۔ حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ مسلمان جو دوسرے مسلمانوں کے اموال کا نگران مقرر ہو اگر وہ دیانتداری سے جو حکم اسے دیا جاتا ہے اسے نافذ کرتا ہے تو ایسا شخص بھی عملاً صدقہ دینے والے کی طرح ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے نفس سے چھ چیزوں کی ضمانت مجھے دے میں اسے جنت کی ضمانت دے دوں گا۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرتؐ یہ بات اللہ کے منشاء کے بغیر بیان نہیں فرما سکتے تھے۔ وہ چھ باتیں یہ ہیں: ۱...... جب بات کرو سچ بولو، ۲...... وعدہ کرتے ہو تو اسے پورا کرو، ۳...... جب امانت رکھی جائے تو اسے ادا کرو، ۴...... اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، ۵...... غضِ بصر کرو۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نظر اچٹتی ہوئی کسی ایسی جگہ پڑے جہاں نفس میں غلط جذبات پیدا کر رہی ہو تو نظریں پھیر لیا کرو۔ کسی کو اس طرح نہ دیکھو گویا اس کے حسن کی تلاش میں ہو اور اپنی شہوت کو تسکین دے رہے ہو۔ ۶...... اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھا کرو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہاتھ کو روکنے سے مراد یہ ہے کہ جن کو عادت ہو کہ مغلوب الغضب ہوں اور وہ بات کو سوچتے اور تولتے نہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ کس حد تک کسی کو بدنی سزا دینے کا حق ہے یا نہیں ان کا ہاتھ خود بخود چلتا ہے۔ انہیں اپنے ہاتھ کو روک کر رکھنا چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی ایک اور حدیث پیش فرمائی جس میں آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک سب سے بڑی امانت یہ شمار ہوگی کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے تعلقات قائم کر چکا ہو اور پھر اس کے رازوں کو دوسروں کو بتاتا پھرے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اپنے فروج (شرمگاہوں) کی حفاظت کے معاملہ کو سامنے رکھیں تو پھر اس ارشاد نبوی کی سمجھ آئے گی۔ ایک عورت جس نے محض اللہ کے حکم سے اپنے اندرونی حسن کو اپنے خاوند پر کھولا تو یہ بہت بڑی امانت بن جاتی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی اپنی بیوی کے راز دوسروں سے بیان کرتا پھرے تو قیامت کے روز وہ بہت بڑی امانت کا خائن سمجھا جائے گا۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایسا معاملہ ہے جو معاشرہ میں نظر آتا ہے اور دو طرح سے اسے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اول تو بعض محض شوقیہ اس کی باتیں بیان کر دیتے ہیں یا اس کی کمزوریاں بتاتے ہیں۔ اور ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ جب تک اکٹھے رہیں سب ٹھیک ٹھاک ہے مگر جب الگ الگ ہو جائیں، طلاق یا خلع ہو جائے تو پھر انہیں پتہ چلتا ہے کہ اس میں کیا اندرونی نقائص تھے اور ان کی تشہیر شروع کر دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ شادی چاہے قائم ہو یا ٹوٹ چکی ہو یہ وہ امانتیں ہیں جنہیں بہرحال ادا کرنا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب امانتیں اٹھ جائیں تو ساعت کا انتظار کرنا اور امانتوں کے ضائع ہونے کی وضاحت حضور اکرم ﷺ نے یہ فرمائی کہ جب نااہل لوگوں کو ذمہ دار بنایا جائے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس میں یہ نصیحت ہے کہ ہمیشہ اچھے اور اہل عہدیداروں کو چنیں۔ ساعت سے مراد یہ بھی ہے کہ جب نااہل لوگوں کے سپرد ذمہ داری کے کام کئے جائیں گے تو معاشرہ پر گویا قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ اگر غلط عہدیداروں کو چن لیا تو پھر ہمیشہ نظام بگڑتا چلا جائے گا اور چونکہ ساعت شریر لوگوں پر آنی ہے اس لئے ایسا معاشرہ ذلیل سے ذلیل تر ہوتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان کی پکڑ کا وقت آجائے گا۔ چنانچہ آپ ایسے معاشرہ پر نظر ڈالیں جہاں لوگوں نے امانت کا حق ادا نہیں کیا تو آپ دیکھ لیں گے کہ وہاں حالات خراب سے خراب تر ہو رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دل یا تہہ میں اتری ہے۔ امانت ایک ایسی چیز ہے جو انسانی فطرت میں ودیعت ہوتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا جہاں دھوکہ دینے والے بددیانتوں کا مجھے علم ہوتا ہے میں انہیں جماعت سے الگ کر دیتا ہوں خواہ وہ اپنا عزیز ہو یا غیر ہو کیونکہ امانت جماعت کا امتیاز ہے اسے قائم رکھنا ضروری ہے۔

☆......☆......☆......☆

آنحضرت ﷺ کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہمارے نبی ﷺ اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزارہا سلام) اپنے افاضہ کے رو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں کیونکہ گزشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہو گیا۔ اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مردے ہیں، کوئی ان میں زندگی نہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کا روحانی فیضان قیامت جاری ہے اس لئے باوجود آپ کے اس فیضان کے اس امت کے لئے ضروری نہیں کہ کوئی مسیح باہر سے آوے۔ بلکہ آپ کے سایہ میں پرورش پانا ایک ادنیٰ انسان کو مسیح بنا سکتا ہے جیسا کہ اس نے اس عاجز کو بنایا۔ (چشمۂ مسیحی صفحہ ۷۵)

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

دُرِّ ثمین کا پہلا ایڈیشن

اور

اس کی سو سالہ اشاعتوں پر طائرانہ نظر

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پُر معارف منظوم کلام کے روح پرور مجموعہ "دُرّ ثمین" کا پہلا ایڈیشن کب منظر عام پر آیا؟ اس ضمن میں جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو جیبی سائز پر تھا، منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی، مصنف "تاریخ اسلام" نے ۱۴؍ نومبر ۱۸۹۳ء کو پنجاب پریس سیالکوٹ سے شائع کیا اور سات سو کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کیا۔ یہ اولین ایڈیشن دو حصوں میں تھا۔ حصہ اول میں ۱۸۹۳ء تک کی اردو اور فارسی نظمیں شامل تھیں اور ۱۶۰ صفحات پر محیط تھا۔ حصہ اول کی (جو خاکسار کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے) ایک قابل ذکر اور یادگار بات یہ تھی کہ جناب فصیح صاحب نے اسے سیدی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (المصلح الموعود) کے نام معنون کیا جن کی عمر مبارک اس وقت فقط چار سال اور ۱۰ ماہ کے لگ بھگ تھی۔ چنانچہ انہوں نے دیباچہ میں لکھا:

نذر بعالی خدمت حضرت مرزا بشیر الدین محمود صاحب خلف الصدق جناب امامنا و مرشدنا حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود..........

یہ متبرک اور مقدس رسالہ میں اپنے معصوم بچے (مرحوم عبدالقدیر۔ ناقل) کی طرف سے جناب کی خدمت اقدس میں (جو خود معصوم اور محفوظ ہیں) پیش کرتا ہوں۔ آپ سے بہتر کون اس لائق ہو سکتا تھا کہ یہ مقدس رسالہ اس کی نظر کیا جائے۔ آپ اس مقدس اور برگزیدہ باپ کے بیٹے ہیں جس کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے......اس جلیل امام سے جو وعدے خدائے بزرگ و برتر نے کئے ہیں لاریب وہ پورے ہونگے۔ اس کی ذریت اور اس کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچے گی۔ اور بہت جلد وقت آنے والا ہے کہ مغربی قومیں بڑی نیاز مندی کے ساتھ اسے اپنا امام و ہادی تسلیم کریں گی ......الحاصل آپ ایسے مکرم و مقدس باپ کے بیٹے ہیں جس کی ثنا خود حق تعالیٰ عرش عظیم سے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے کیونکہ آپ واقعی نیاز مندوں اور خادموں کی امیدگاہ ہیں۔ امید ہے کہ آپ اسے قبولیت کا شرف بخشیں گے"۔

سب سے پہلے ایڈیشن کا دوسرا حصہ عربی منظومات پر مشتمل تھا۔ جیسا کہ پہلے حصے میں مذکور ہے مگر دوسرا حصہ بالکل نایاب ہے اور مجھے نہیں مل سکا۔

دوسری اشاعتیں

اس اولین ایڈیشن کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی حیات طیبہ میں حضرت حکیم مولانا فضل دین صاحب بھیروی نے اردو فارسی درثمین قادیان دارالامان سے ۲۲؍ مارچ ۱۸۹۶ء میں شائع فرمائی جو کتابی تقطیع پر تھی۔ خلیفہ عبدالرحمٰن صاحبؓ جمونی مرحوم کی روایت کے مطابق اسی سال حضرت خلیفہ نورالدین صاحبؓ جمونی نے بھی "درّ ثمین" کی اشاعت کی سعادت حاصل کی تھی مگر اس کے پہلے یا دوسرے ایڈیشن کا کوئی نسخہ میری نظر سے نہیں گزرا۔

خلافت اولیٰ

خلافت اولیٰ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ ایڈیٹر "بدر" و ناظم بدر بک ایجنسی نے "درثمین" کے نام سے ستمبر ۱۹۰۹ء اور یکم دسمبر ۱۹۱۰ء کو اردو اور فارسی نظموں کو جیبی سائز پر طبع کروایا۔ اگلے سال ۱۹۱۱ء میں دفتر "ریویو آف ریلیجنز" اردو قادیان نے حضرت اقدس علیہ السلام کی جملہ عربی نظمیں "القصائد الاحمدیہ" کے نام سے سپرد اشاعت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

دَورِ مصلح موعودؓ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے بابرکت دور میں مہدی امت کے انقلاب آفرین عربی کلام کی طرح حضور کا اردو اور فارسی کلام الگ الگ اور مستقل کتاب کی صورت میں چھپنا شروع ہوا جس سے درثمین کی افادیت و وسعت کا ایک نیا باب کھل گیا۔ چنانچہ میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان نے ۱۹۱۸ء میں اردو درثمین اور مئی ۱۹۲۱ء میں فارسی درثمین شائع کی۔ آپ نے اپنی زندگی میں پندرہ یا کچھ زائد ایڈیشن چھپوائے جن کی تعداد ان کی وفات (۱۰؍ دسمبر ۱۹۶۵ء) کے بعد ان کے صاحبزادے رانا محمد یوسف صاحب کی کوشش سے کم و بیش ۲۴ تک پہنچ گئی۔ قادیان سے حضرت میاں محمد اسمٰعیل و حضرت میاں محمد عبداللہ جلد سازان نے بھی اردو درثمین شائع کی جس کا جیبی اور عکسی ایڈیشن ربوہ سے نومبر ۱۹۷۸ء میں جناب ہدایت اللہ صاحب جلد ساز مرحوم نے چھپوایا۔ درثمین فارسی کے چار ایڈیشن ۱۹۳۴ء تک احمدی بک ڈپو قادیان نے شائع کئے۔

قیام پاکستان کے بعد حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے ۱۹۶۲ء میں شیخ بشیر احمد صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ و جج ہائیکورٹ لاہور کی فرمائش پر پہلی دفعہ آفسٹ پر درثمین اردو شائع کی جسے دسمبر ۱۹۶۷ء میں دوسری بار طبع کروایا۔

خلافت ثانیہ میں "درثمین" کے تراجم کا بھی مبارک آغاز ہوا۔ چنانچہ احمدی کتاب گھر قادیان کے زیر انتظام یکم دسمبر ۱۹۲۴ء کو "درثمین عربی مترجم" زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ ۱۹۵۴ء میں فارسی درثمین کا اردو ترجمہ حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے شائع فرمایا جو حضرت سید میر محمد اسماعیل صاحبؓ کا رقم فرمودہ تھا۔ یہی ترجمہ نظر ثانی کے بعد جنوری ۱۹۶۷ء میں دوبارہ طبع ہوا۔

۱۹۶۴ء میں وکالت تبشیر ربوہ نے مغربی دنیا کو علم و معرفت کے ان شہ پاروں سے متعارف کروانے کے لئے صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز سابق مجاہد جاپان کے قلم سے اردو درثمین کا منظوم انگریزی ترجمہ شائع کرایا۔ ازاں بعد مارچ ۱۹۶۵ء میں درثمین فارسی کی بعض منتخب نظموں اور اشعار کا انگریزی ترجمہ بھی چھپوا دیا۔ یہ ترجمہ بھی جناب نیاز صاحب کے قلم کا رہین منت تھا۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

خلافت ثالثہ ورابعہ

خلافت ثالثہ ورابعہ کے عہد زرّیں میں جماعت احمدیہ کے مرکزی ادارہ "نظارت اشاعت ربوہ" کی طرف سے درثمین جیسی بلند پایہ کتاب کے فارسی، عربی اور اردو ایڈیشن شائع ہوئے جو اپنی صحت، جامعیت، نفاست اور دلکشی میں گزشتہ سب ایڈیشنوں سے بڑھ کر ہیں جس میں ناظر اشاعت سید عبدالحئی شاہ صاحب شاہد، ایم۔اے۔ کی خصوصی مساعی کا بھاری عمل دخل ہے۔ نظارت نے درثمین عربی کا جو مستند اردو ترجمہ "القصائد الاحمدیہ" کے نام سے شائع کیا ہے وہ بھی عارفانہ شان کا حامل ہے۔ نظارت کی طرف سے شائع شدہ درثمین فارسی کا عدیم المثال ایڈیشن اسلام آباد، ٹلفورڈ، لندن سے چھپ چکا ہے جو صوری اور معنوی محاسن کا دلآویز اور شاندار مرقع ہے۔

یہ ہے "درّ ثمین" کی ابتدائی، عبوری اور ارتقائی تاریخ اور اس کی ۱۸۹۳ء سے ۱۹۹۷ء تک کی مشہور اشاعتوں کا مختصر تذکرہ اور خاکہ!!

دعا ہے کہ خدائے ذوالعرش ہم سب کو بے شمار حقائق و معارف سے لبریز اس آسمانی خزانہ کی عظمتوں کو پہچاننے کے لئے چشم بصیرت عطا فرمائے اور اسے دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی بھی توفیق بخشے۔ آمین۔

بلاشبہ (اردو، عربی، فارسی) تینوں میں سے ہر ایک درّ ثمین حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب، مکتوبات، اشتہارات اور ملفوظات کا جامع خلاصہ بھی ہے اور زندہ جاوید اور حیرت انگیز علمی نشان بھی!! ☆☆☆

سر جھکے ہیں جو بندگی کے لئے
پاگئے بار سروری کے لئے
کس کو حاصل ہے رفعتِ لولاک
یہ مقدر تھا آدمی کے لئے
تیرگی چھٹ گئی ضمیروں کی
دل جلایا جو روشنی کے لئے
چن لیا ہم کو رحمتِ حق نے
آج شانِ قلندری کے لئے
سیکھ لو ہم سے رسمِ دار و رسن
ہم کہ مرتے ہیں زندگی کے لئے
رُخ سے پردہ ہٹے گا کب حافظ
ہم تڑپتے ہیں آگہی کے لئے

(ڈاکٹر حافظ فضل الرحمن بشیر)

بقیہ: جماعت احمدیہ کے خلاف ہنگامے

۲......دوسرا مقدمہ FIR No. 88/98۔ دفعات 295/A, 295/C بنام: ۱۔ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب، صدر جماعت ۔۲۔ سفیر احمد صاحب، نائب صدر نوکوٹ۔ ۳۔ رانا محمد خالق صاحب ۴۔ ظہیر احمد صاحب

ان کے علاوہ چودہ وہ احباب ہیں جو پہلے ہی پولیس کی تحویل میں ہیں انہیں بھی اس مقدمہ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اسی طرح احمدیوں پر کل مقدمات کی تعداد چار ہو گئی ہے اور ان میں کل ۲۲، افراد ملوث کئے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ دفعہ 295/C کے تحت توہین رسالت کا مقدمہ بنتا ہے جس کی سزا موت مقرر ہے۔

شرپسند فتنہ پرور ملاؤں کی اس نہایت ظالمانہ اور قبیح حرکت اور خدا کے گھر کی بربادی اور ہنگامہ آرائی کی یہ کارروائی نہایت درجہ قابل مذمت ہے۔ احباب پاکستان کے احمدیوں کو خصوصیت سے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی حفاظت میں رکھے اور شریر مفسدوں کو پارہ پارہ کر دے اور ان کی گرفت فرمائے۔

☆......☆......☆

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,
Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

سندھ میں جماعت احمدیہ کے خلاف ہنگامے، مُلّاؤں کی اشتعال انگیزی

نوکوٹ میں جماعت احمدیہ کی مسجد پر حملہ - لوٹ مار کے بعد آگ لگا دی گئی۔

متعدد احمدی گرفتار

(پریس ڈیسک): پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو ظالمانہ کارروائیاں کی جارہی ہیں۔ اس سلسلہ میں حال ہی میں موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق نوکوٹ (سندھ) میں جماعت کی مسجد پر حملہ کر کے لوٹ مار کے بعد اسے آگ لگادی گئی۔

تفصیلات کے مطابق چک چار نصرت آباد فارم (سندھ) سے ڈیڑھ کلو میٹر دور ایک احمدی نواب مصطفیٰ احمد خان صاحب کی زمین ہے جو انہوں نے ٹھیکہ پر دے رکھی ہے اس زمین میں غالباً ۳۰ سال پرانی ایک مسجد تھی جو خستہ حال ہو چکی تھی اور آبادی سے دور ہونے کی وجہ سے وہاں نماز کا باقاعدہ انتظام نہ تھا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر زمین کی نگرانی کرنے والے ایک مسلمان حیدر نامی نے خواہش ظاہر کی کہ اسے مسمار کر کے نئی مسجد بنالی جائے جس کی اجازت دے دی گئی۔ اور اس نے ملبہ کو گرا کر اور اس میں ایک نسخہ قرآن جو بوسیدہ ہو چکا تھا اٹھا کر اپنے گھر میں محفوظ کر لیا۔ اس واقعہ کے تین دن بعد نوکوٹ کے مولویوں کو جب اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے عوام میں اشتعال پھیلانا شروع کیا اور مساجد میں باقاعدہ اعلان شروع ہو گئے۔

۲۴ر اگست کو پولیس موقعہ پر آئی اور حیدر نے اپنا بیان درج کرایا کہ نئی مسجد کی تعمیر کے لئے خستہ حال مسجد کو گرایا گیا ہے۔ یہ بیان DSP ڈگری اور SDM کی موجودگی میں ہوا۔ پولیس پوری تسلی کر کے واپس چلی گئی۔ اگلے روز یعنی ۲۵ر اگست کو سندھی مسلمان حیدر نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے ایک کمرہ پکی اینٹوں کے ساتھ تعمیر کروادیا اور محراب بھی بنایا۔

نوکوٹ کی احمدیہ مسجد کا واقعہ

۲۶ر اگست کو مولویوں نے سارے شہر میں جلوس نکالا، نوکوٹ شہر میں ہڑتال کی گئی اور ۱۱ بجے کے لگ بھگ ایک ہزار کے مجمع نے مولویوں کی قیادت میں مسجد احمدیہ پر حملہ کر دیا۔ جلوس ہوائی فائرنگ کرتا ہوا مسجد کی طرف آیا۔ اس وقت نوکوٹ کے احمدی مسجد کی حفاظت کے لئے پہنچ گئے۔ اس طرح مسجد میں کل ۱۴ احمدی تھے۔ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ پولیس کے پہنچنے سے پہلے ہی جلوس نے مسجد پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ جلوس کو مسجد سے دور رکھنے کے لئے مسجد کی چھت پر سے ہوائی فائرنگ کی گئی۔ جب پولیس پہنچ گئی تو ہوائی فائرنگ بند کر دی گئی۔ SHO خود مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور جلوس روکنے کی کوشش میں زخمی ہو گیا۔ اور جلوس مسجد میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ جلوس نے مسجد کے اندر داخل ہو کر آگ لگادی۔ ہجوم کے پتھراؤ سے تین احمدی زخمی ہوئے۔

مسجد کے ساتھ Rangers کی چوکی ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد رینجرز کے میجر نے احمدی احباب کو چوکی میں بحفاظت اتار لیا۔ جلوس نے رینجرز سے مطالبہ کیا کہ احمدیوں کو ہمارے حوالے کر دو مگر رینجرز نے مطالبہ مسترد کر دیا۔ اس دوران پولیس کی مزید نفری اور SP, اور DSP وہاں پہنچ گئے اور جلوس کو منتشر کر دیا۔ انہوں نے احمدیوں کو اپنی حفاظت میں لے لیا اور زخمیوں کو سول ہسپتال میر پور خاص بھجوادیا گیا۔

زخمی ہونے والوں کے نام یہ ہیں۔ ڈاکٹر رشید احمد، وارث احمد، فاروق اسماعیل۔

پولیس نے اسلحہ برآمد کر کے اپنی تحویل میں لے لیا اور مندرجہ ذیل احباب کو گرفتار کر لیا۔ ڈاکٹر رشید احمد، وارث احمد، فاروق اسماعیل، عبدالحمید طاہر، مشتاق احمد، ارشد جاوید، ارشاد احمد، نوید مبشر، اللہ نواز، رشید بلوچ، غلام مرتضیٰ، انیس احمد، احسن، فیصل الرحمان۔

نوکوٹ مسجد کا نقصان

جلوس نے باہر کی دیوار گرا کر اندر آگ لگادی جس سے صفیں، کتابیں، الماریاں اور بجلی کا سامان جل گیا۔ جو لکڑی کا سامان جلنے سے رہ گیا نیز ڈش انٹینا سے LNB، ریسیور، بجلی کی تاریں اور پنکھے لوگ لوٹ کر لے گئے۔ مسجد کے تین مینارے گرادئے گئے۔ مسجد کے ساتھ دو دکانیں جو مسجد کی ملکیت تھیں اور احمدیوں کے قبضے میں تھیں ان کو بھی آگ لگادی گئی۔

سندھ کی اخباروں کا کردار

سندھی اخبارات نے واقعات کو اشتعال انگیز رنگ میں بیان کیا۔ قرآن کی بے ادبی کے الزام اور جلوس پر فائرنگ کو نمایاں کوریج دی جس سے دیگر کئی شہروں میں جلوس نکالے گئے۔

پولیس کی طرف سے دو مقدمات درج کئے گئے جو ۲۶ر اگست کو درج ہوئے۔ پہلا مقدمہ تین احمدی دوستوں پر 13/D-Arms ord کی دفعہ لگا کر یعنی جائز اور ناجائز اسلحہ رکھنے پر۔ دوسرا مقدمہ تین احمدی دوستوں پر اور ۱۱ غیر احمدیوں پر جنہوں نے نوکوٹ مسجد پر حملہ کیا دفعات 427 ,149/255 ,147/148 ,324/436 لگائی گئیں۔ چودہ احمدی جو پہلے دن سے ہی گرفتار ہیں اور چھ غیر احمدی گرفتار ہو چکے ہیں۔ ان سب پر بلوہ، ہنگامہ کرنے، توڑ پھوڑ اور ہوائی فائرنگ کے الزامات لگائے گئے ہیں۔ مزید اطلاع کے مطابق مورخہ ۲ر ستمبر کو پولیس نے مزید دو مقدمات احمدیوں کے خلاف درج کئے ہیں۔

(۱)......FIR. 87/98۔ دفعات جو لگائی گئیں 295/B, 295/A۔ بنام: ۱۔ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب صدر جماعت نوکوٹ۔ ۲۔ مکرم اللہ رکھا صاحب، (چک چار میں نواب مصطفیٰ احمد صاحب کی زمین میں ٹھیکیدار ہیں)۔ ۳۔ مکرم نبی احمد صاحب۔ ۴۔ نبی احمد صاحب کا بیٹا۔ ۵۔ مکرم جاوید عرف موٹا، (مکرم اللہ رکھا صاحب کا بیٹا)۔

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

ٹیڑھی سوچ کا نتیجہ

خبر آئی ہے کہ آسٹریلیا میں ایسے بچوں کی تعداد میں دھماکہ خیز اضافہ ہو گیا ہے جو بن بیاہی ماؤں کے ہاں پیدا ہوتے ہیں۔ گزشتہ دس سالوں میں شادی کے بندھن کے باہر پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد میں ۷۰ فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔ کل نومولود بچوں میں سے ۲۷ فیصد بن بیاہی ماؤں کے بطن سے جنم لیتے ہیں۔

(سڈنی ہیرلڈ ۱۴۔۲۔۹۸)

ایک دوسری خبر یہ ہے کہ نیو ساؤتھ ویلز کی پولیس کے کمشنر نے اپنے ہم جنس پرست (Homosexual) پولیس افسروں کو ہم جنس پرستوں کے حالیہ میلہ (Mardi Gras) میں وردی سمیت شامل ہونے کی اجازت دے دی ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ چونکہ قوم نے ہم جنس پرستی کو ایک جائز بنیادی حق کے طور پر تسلیم کر لیا ہے اس لئے ایسا رجحان رکھنے والے افسروں کو میلے میں شمولیت سے روکنا ان کو ان کے حق سے محروم کرنے کے مترادف ہوتا۔

جنسی بے راہ روی، ڈرگ کا استعمال، جوا، شراب وغیرہ اور ان سے متعلقہ جرائم کی خبریں اس کثرت سے آتی ہیں کہ بلاشبہ مادہ پرستی نے مذہبی اقدار پر ایسا بھرپور حملہ کر دیا ہے جس کی تاریخ عالم میں مثال نہیں ملتی۔

نفس امّارہ کی کارستانیوں کا یہ سیلاب ایسے ہی پیدا نہیں ہو گیا بلکہ ان رجحانات کو فروغ دینے میں ایک مخصوص فلسفہ، طرز فکر اور کلچر کا ہاتھ ہے۔ شروع میں تو اس فلسفہ کو مغربی ملکوں کے دانشوروں، فلاسفروں، ادیبوں، شاعروں، استادوں، آرٹسٹوں اور سیاسی و سماجی رہنماؤں نے تسلیم کر لیا اور اسے اپنی زندگیوں میں جاری وساری کر دیا اور پھر ان کی دیکھا دیکھی عوام الناس بھی جو اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں وہ بھی اسی ڈگر پر چل پڑے۔ اگرچہ ان کی اکثریت ایسی تھی کہ انہوں نے فلسفہ کی کسی کتاب کو ہاتھ نہ لگایا تھا وہ فقط اس ماحول میں سانس لیتے تھے جس میں اس جدید فلسفہ کا دھواں بکھر چکا تھا۔ جدید فلسفہ کی وہ شاخ جس نے مغربی یا عیسائی کلچر کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے اسکا بانی سگمنڈ فرائیڈ ہے۔

فرائیڈ نے کہا کہ انسانی ذہن کے دو حصے ہیں ایک شعور (Conscience) اور دوسرا لاشعور (Uncncience)۔ انسان شعوری طور پر جو بھی سوچتا ہے، خواہش کرتا ہے یا کوئی کام کرتا ہے اس کا اصل منبع و مرکز اس کا لاشعور ہوتا ہے۔ اس لاشعور کو اس کی جبلت یا Instinct بھی کہہ سکتے ہیں۔ ہمیں لاشعور کا نہ کوئی علم ہے اور نہ اس پر کوئی کنٹرول ہے۔ ہمیں اس پر آگاہی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب ہم سے کوئی قول و فعل سرزد ہوتا ہے۔ چونکہ ہم لاشعور کو کنٹرول نہیں کر سکتے اس لئے شعوری طور پر جب ہم کوئی کام کرتے ہیں تو ہم اس کے لئے ذمہ دار بھی نہیں ٹھہرائے جا سکتے۔ لاشعور سے اٹھنے والی خواہشات (Desires) نے ہی ہمیں بتانا ہے کہ ہم کیا سوچیں اور کیا کریں۔ ہمارا شعور البتہ بہت چالاک ہے وہ ہماری پوشیدہ خواہشات کو اس طرز اور رنگ میں پیش کرتا ہے کہ سماج اسے قبول کرے۔ اس کو شعور کی تہذیبی کوشش (Sublimation) کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ لاشعور میں جو کھچڑی پکتی رہتی ہے اسکا ہمیں کوئی علم نہیں ہوتا البتہ ہمارے تمام شعوری کام اس کی ضمنی پیداوار (By-Product) ہوتے ہیں۔ ہمارے جذبات و خواہشات اور ان کے زیر اثر واقع ہونے والے کام اس دھوئیں کی طرح ہیں جو اس آگ سے اٹھتا ہے جو ہمارے لاشعور میں بھڑک رہی ہے۔ نہ آگ ہمارے بس میں ہے نہ اس کا دھواں۔ فرائیڈ کا لاشعور انسان کی جبلت (Instinct) کی طرح ہے یعنی انسان و حیوان دونوں کوئی کام اپنی جبلت کے خلاف نہیں کر سکتے۔ گویا فرائیڈ کے نزدیک انسان اپنے اعمال میں مختار اور آزاد نہیں بلکہ مجبور ہے ایسے ہی جیسے حیوان ہے۔

اس کے مقابلہ میں بعض دوسرے فلاسفر کہتے ہیں کہ انسان میں شعور کے علاوہ ارادہ (Will) کی قوت بھی پائی جاتی ہے۔ مانا کہ ہمیں لاشعور کی آگ پر اختیار نہیں لیکن اس سے اٹھنے والے دھوئیں پر ضرور ہے۔ انسانی جبلت میں ہر طرح کی خواہشات موجود ہوتی ہیں جو اکثر ایک دوسرے سے متضاد بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک طالب علم کرکٹ کا بے حد شوقین ہے لیکن اتفاق سے میچ کے روز اس کا امتحان بھی ہے۔ وہ دونوں میں سے کوئی بھی چھوڑنا نہیں چاہتا۔ ایک طرف میچ دیکھنے کی شدید خواہش، دوسری طرف امتحان پاس کرنے کی شدید خواہش۔ آخر وہ اپنا مجموعی بھلا امتحان پاس کرنے میں سمجھتا ہے تو اس کی خاطر کھیل کود کی خواہش کو قربان کر دیتا ہے۔ اسی کو ارادہ یا ضمیر کہتے ہیں۔ یہ انسانی ضمیر ہی ہے جو اس کو بتاتی ہے کہ کون کام اچھا ہے اور کون سا برا (یعنی اس کی فطرت میں فسق و فجور اور تقویٰ کی راہوں میں امتیاز کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے)۔ اخلاق کی بنیاد تعریف (Praise) اور ملامت (Blame) کے دو ستونوں پر کھڑی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی انسان اپنے عمل میں آزاد نہیں تو نہ وہ اچھے کام کی تعریف کا مستحق رہتا ہے نہ برے کام کی مذمت کا سزاوار اور اس طرح اخلاقیات کی عمارت ہی دھڑام سے گر جاتی ہے۔

مغربی کلچر کی بنیاد ہی گویا اس بات پر ہے کہ انسان اپنے لاشعور میں دبی ہوئی دلی خواہشات کے آگے بے بس ہے۔ لہٰذا اسے اپنے فکر و عمل میں مکمل آزادی ہونی چاہئے۔ وہ اپنے لئے خود ضابطۂ حیات وضع کر سکتا ہے اور اسے کسی آسمانی رہنمائی کی حاجت نہیں۔ اس سوچ کا نتیجہ مادہ پرستی اور نفسانی لذات کی بے محابا تسکین کی صورت میں نکلتا ہے۔ آسٹریلیا میں گزشتہ دس سال میں بن بیاہی ماؤں کے ہاں بچوں کی پیدائش میں ستر فیصد اضافہ بھی اسی سوچ اور کلچر کی ہی پیداوار ہے۔

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر

موصول ہونے والے خصوصی پیغامات

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۸ء کے موقع پر سویڈن کی صاحب اقتدار سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی ایگزیکٹو کے ممبر اور یورپین یونین میں ریجنل کمیٹی کے منسٹر جناب Roger Kaliff بھی تشریف لائے تھے۔ ذیل میں ان کی تقریر کا متن اور اس کا اردو ترجمہ ہدیہ قارئین ہے۔

My dear friends,

It is a great pleasure and privilege for me to be with you today at your meeting here in Tilford. I would like to thank you for your kind invitation and for giving me the opportunity to say a few words.

About ten years ago, I had the occasion in my capacity as Mayor of Kalmar, to receive a visit from His Holiness Hazrat Mirza Tahir Ahmad. Since then we have had regularly contacts and talks mostly about human rights.I come from Sweden a country that 1979 was given the Noble Prize in Physics to Professor Doctor Abdus Salaam, who is a member of your Organisation.

My own life as an active citizen and politician gives me the advantage of being able to act on several different levels.-Locally in Kalmar, a medium size muncipality in South East Sweden-In the Kalmar region as chairman. -At a national level in the Swedish Association of Local Authorities -and internationally in Europe. All of these assignments gives me the opportunity to meet people from many different countries and give me insight into the differences that prevail as well as what the common is, not least the necessary of freedom and democracy.

I have also understood how important it is to communicate across borders,between different cultures and religions-not least in my conversations with His Holiness.

This has given me a good insight into the various trends and developments in Muslim world.We have common frameworks of reference with your movement the Ahmadiyya Muslim Association,such as the fighting for human rights. Only free people work politically and religiously. You know this better than others,as you can see your freedom being restricted in certain societies.

Democracy is not something that is given once and for all - it must be constantly won.I would like to express my support for your struggle. May peace and freedom prevail throughout our world.

My thanks once again for your invitation and good luck with your work.

کالمار (سویڈن) کے میئر جناب ROGER KALIFF کی تقریر کا اردو میں مفہوم

میرے عزیز دوستو!

مجھے آج ٹلفورڈ کے اس جلسہ میں شرکت کر کے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے اور میں آپ کی پُر محبت دعوت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے چند الفاظ کہنے کا موقع دیا ہے۔

تقریباً دس سال قبل مجھے کالمار کے میئر کی حیثیت سے جناب حضور عزت مآب مرزا طاہر احمد سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس وقت سے آج تک ہم آپس میں مستقل رابطہ رکھے ہوئے ہیں اور اکثر انسانی حقوق پر گفتگو کرتے ہیں۔

میں سویڈن سے آیا ہوں۔ اس ملک سے جس نے ۱۹۷۹ء میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو جو آپ کی جماعت کے رکن ہیں، فزکس کا نوبل انعام دیا تھا۔

میں خود اپنی ذاتی حیثیت میں ایک سیاستدان اور سرگرم شہری ہوں جس کے باعث مجھے کئی اعتبار سے مختلف مقامات پر کام کرنے کا موقعہ ملتا رہا ہے مثلاً

......کالمار میں مقامی طور پر۔ جو کہ سویڈن کے جنوب مشرق میں ایک درمیانی نوعیت کا علاقہ ہے۔

......کالمار کے ضلع میں چیئرمین کی حیثیت سے

...... قومی سطح پر لوکل اتھارٹیز کی سویڈش ایسوسی ایشن میں اور یورپ میں بین الاقوامی سطح پر۔

ان تمام مواقع پر مجھے مختلف ملکوں کے لوگوں سے ملنے کا موقع ملتا ہے اور ان ملکوں اور قوموں کے درمیان پائے جانے والے امتیازات اور یکسانیت کے عوامل سامنے آتے ہیں جن میں آزادی اور جمہوریت پیش پیش ہیں۔

اس دوران میں نے یہ بھی سمجھنے کی کوشش کی ہے کہ مختلف مذاہب اور معاشروں کے درمیان جو حدود قائم ہیں ان کے پار کس طرح رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر جناب حضور سے گفتگو کے دوران مجھے بہت اچھا موقعہ ملا کہ میں مسلم دنیا میں آنے والی تبدیلیوں اور رجحانات کو بنظر غور دیکھ سکوں۔ ہمارے اور آپ کی جماعت کے دائرہ کار میں بہت سے عوامل یکساں ہیں مثلاً انسانی حقوق کے لئے جدوجہد۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ صرف آزاد لوگ ہی ٹھیک طور پر سیاسی یا مذہبی طور پر کام کر سکتے ہیں۔ اور یہ بات آپ دوسروں کی نسبت بہتر طور پر جانتے ہیں جیسا کہ بعض مقامات پر آپ کی آزادی پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔

جمہوریت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جسے صرف ایک دفعہ میں ہی حاصل کر لیا جائے بلکہ اس کو جیتنے کے لئے مسلسل جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔ میں آپ کی اس جدوجہد میں آپ کے ساتھ شریک ہوں۔ خدا کرے کہ آزادی اور امن تمام دنیا میں پھیل جائے۔ میں آپ کی دعوت کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کے اچھے کاموں کے لئے نیک جذبات پیش کرتا ہوں۔

☆......☆......☆

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا سالانہ جلسہ مورخہ ۳ تا ۵ جولائی بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اپنی تمام تر نیک روایات کے ساتھ بخیر و خوبی منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں ۱۴۴ جماعتوں کے قریباً ساڑھے سات ہزار افراد شامل ہوئے۔ ان ایام میں اگرچہ برسات کے موسم کی وجہ سے تقریباً روزانہ ہی بعد دوپہر کافی بارش ہوتی ہے مگر جلسہ کے دنوں میں ہلکی ہلکی بارش نے موسم کو بہت خوشگوار بنائے رکھا اور گرد و غبار سے بھی احباب محفوظ رہے اور کسی قسم کی کوئی دقت انتظامات میں پیش نہیں آئی۔ اس پہلو سے یہ جلسہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور رحمت کا نشان ہے۔

جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب کی تقریر سے ہوا۔ روزانہ نماز تہجد، درس قرآن و حدیث اور مبلغین سلسلہ و دیگر اہل علم کی نہایت پر مغز تقاریر سے حاضرین نے بھرپور استفادہ کیا۔ جمعہ کے روز حضور ایدہ اللہ کا لندن سے نشر ہونے والا خطبہ جمعہ براہ راست تمام احباب نے اکٹھے بیٹھ کر سنا۔ اسی شام نو مبایعین کا ایک تربیتی اجلاس بھی ہوا جس میں ۴۰۰ نو مبایعین شامل ہوئے۔

دوسرے روز کے اجلاسات میں ملک کے اقتصادی حالات، آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ، خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے اسلامی تعلیم، اسلامی معاشرہ وغیرہ موضوعات پر مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اسی طرح بعض نو مبایعین نے بھی حاضرین سے خطاب کیا اور اپنے قبول احمدیت کے واقعات سنائے۔ دوسرے روز بھی نو مبایعین کے لئے ایک الگ اجلاس ہوا۔

تیسرے روز کے پہلے اجلاس میں اسلام کا اقتصادی نظام اور ہومیو پیتھی کے تعارف سے متعلق تقاریر ہوئیں۔ (قارئین الفضل کو یاد ہوگا کہ حضور ایدہ اللہ نے انڈونیشیا میں جماعت کی کوششوں سے ہومیو پیتھی طریق علاج کے مقبول اور معروف ہونے اور اس کے نتیجہ میں حیرت انگیز شفا کے بعض واقعات کا جلسہ برطانیہ میں ذکر فرمایا تھا)۔

آخری اجلاس میں مکرم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں آپ نے حضور انور ایدہ اللہ کا کینیڈا میں اقتصادیات کے بارہ میں خطاب پڑھ کر سنایا۔ اس جلسہ میں انڈونیشیا کے علاوہ ملائشیا، سنگاپور اور صباح کے نمائندگان بھی شامل ہوئے۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ سے وابستہ برکات کو تمام شامل ہونے والوں کے لئے دائمی فرما دے اور تمام کارکنان کو جنہوں نے دن رات مختلف فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دئے، بہترین جزا عطا فرمائے۔

(رپورٹ: قمرالدین شاہد۔ مبلغ سلسلہ)

☆......☆......☆

REQUIRED

BRICKLAYERS & CARPENTERS

Experienced Bricklayers and carpenters are ungently required for our project at Bait-ul-Futuh Mosque ,Morden, Surrey

The consists of renovation of existing building and construction of new mosque. People with experience on such buildings are requested to send their applications with full particulars to the undersigned by 24th September1998.

Abdul Rashid Architect

Chairman :

planning and management.

181. London Road, Morden, Surrey.

SM4 5PT

بقیہ: "الفضل ڈائجسٹ" از صفحہ ۱۴

رسول اللہ" کہ میں نے خدا کے رسول سے سنا تو مارے خوف اور خشیت کے آپؓ کے بدن پر ایک لرزہ طاری ہو گیا...... اس کے بعد احتیاط کی خاطر یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ شاید حضورؐ نے یہ الفاظ استعمال فرمائے تھے یا اس سے ملتے جلتے الفاظ۔

عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک سال تک عبداللہؓ بن مسعود کے پاس آتے جاتے رہے۔ ایک دفعہ "قال رسول اللہ" کے الفاظ کہہ کر آپؓ پر ایک عجیب کرب کی کیفیت طاری ہو گئی اور پسینہ پیشانی سے گرنے لگا۔ پھر فرمانے لگے کہ اسی قسم کے الفاظ اور اس سے ملتے جلتے الفاظ حضورؐ نے فرمائے تھے۔

آنحضور ﷺ نے حضرت عبداللہؓ سے فرمایا تھا کہ تم بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہو جن کا ذکر سورہ مائدہ آیت ۹۴ میں ہے کہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے جب وہ تقویٰ اختیار کریں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں پھر تقویٰ (میں مزید ترقی) کریں اور ایمان لائیں پھر تقویٰ (میں مزید ترقی) کریں اور احسان کریں تو جو کچھ وہ کھائیں اس پر انہیں کوئی گناہ نہیں (ہوگا) اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

ایک بار آنحضور ﷺ کے ارشاد پر آپؓ ایک جنگلی درخت کا پھل توڑنے کے لئے درخت پر چڑھ گئے تو بعض لوگ آپکی دبلی پتلی باریک پنڈلیوں کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ آنحضور ﷺ کو اپنے اس محبوب صحابی کی غیرت آئی اور فرمایا کہ عبداللہ بن مسعود کی نیکیوں کا پلڑا قیامت کے دن بہت بھاری ہوگا۔ اتنا بھاری کہ احد پہاڑ سے بھی بڑھ کر۔ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اپنے صحابہ میں سے کسی کو بلا مشورہ امیر مقرر کرنا چاہوں تو عبداللہ بن مسعود کو امیر مقرر کروں۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِ انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

بظاہر پستہ قد کے سانولے رنگ کے ایک چرواہے عبداللہ بن مسعودؓ کو آنحضرت ﷺ نے اپنے فیض صحبت میں لیا اور اُسے آسمان روحانیت کا ایک روشن ستارہ بنادیا۔ آپؓ نے ایک طرف علم و عمل کی معراج حاصل کی تو دوسری طرف کوفہ کی گورنری پر فائز رہے۔ آپؓ کی سیرۃ کا تفصیلی ذکر روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۴، ۱۵، ۱۶/ مئی ۹۸ء میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ قبیلہ بنو ھذیل سے تھے۔ کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ آپؓ کو ابتدائی زمانہ میں دارِ ارقم میں چھٹے نمبر پر قبولِ اسلام کی سعادت عطا ہوئی۔ آپؓ نے خواہش کر کے حضور اکرم ﷺ سے قرآن کریم کا درس لیا اور ستر سورتیں سیکھیں۔ آپ کو مکہ میں مخالفت کے ابتدائی زمانہ میں سردارانِ قریش کو قرآن مجید بآواز بلند سنانے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ اگرچہ اِس جرم کی پاداش میں آپؓ کو خوب پیٹا گیا۔ آپکی والدہ ام عبداللہ بنت عبدود کو بھی صحابیت کا شرف حاصل تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ جب آپؓ مدینہ تشریف لائے تو حضرت معاذؓ بن جبل سے مؤاخات ہوئی۔ اُس زمانہ میں حضرت عبداللہؓ کے مالی حالات اچھے نہیں تھے چنانچہ جب آنحضور ﷺ نے مہاجرین کے لئے مسجد نبوی کے قریب رہائش کا کچھ انتظام کیا تو بنوزھرہ کے بعض لوگوں نے آپؓ کو اپنے ساتھ رکھنے میں کچھ ہچکچاہٹ کا اظہار کیا۔ آنحضور ﷺ کو علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا "یاد رکھو خدا تعالیٰ اس قوم کو کبھی برکت عطا نہیں کرتا جس میں کمزور کو اس کا حق نہیں دیا جاتا"۔ پھر ابن مسعودؓ کو مسجد کے قریب جگہ عطا فرمائی اور بنوزھرہ کو مسجد کے پیچھے ایک کونے میں جگہ دی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آغاز اسلام سے ہی بعض چھوٹی مگر بنیادی خدمات بجالانی شروع کر دی تھیں مثلاً آنحضور ﷺ کے لئے مسواک، وضو اور غسل کا پانی بروقت مہیا کرنا۔ بچھونے اور آرام کے لئے بستر کا انتظام، وقت پر بیدار کرنا، غسل کے لئے پردے کا انتظام اور حضورؐ کے جوتے سنبھالنا وغیرہ۔

چنانچہ آنحضور ﷺ نے آپؓ کو اپنے گھر میں آنے کی خصوصی اجازت عطا کی ہوئی تھی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے کہ جب وہ یمن سے مدینہ آئے تو ابتدائی زمانہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو خاندان نبوی کا ایک فرد سمجھتے تھے کیونکہ آپؓ اور آپکی والدہ اکثر آنحضور ﷺ کے ہاں آتے جاتے تھے۔

آنحضور ﷺ کی تربیت کے نتیجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک عبادت گزار اور عالم باعمل انسان تھے۔ ایک رات آنحضور ﷺ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ مدینہ میں گھومنے نکلے۔ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ ہمارا گزر عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس سے ہوا جو نفل نماز میں قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر تلاوت سنتے رہے۔ پھر عبداللہ بن مسعودؓ جب رکوع کے بعد سجدہ میں گئے تو آپؐ نے فرمایا اے عبداللہ اب جو بھی مانگو گے وہ تمہیں عطا کیا جائے گا اور جو بھی دعا کرو گے قبول ہوگی۔ پھر نبی اکرم ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے اور فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ وہ قرآن شریف کو اس طرح تروتازہ پڑھے جس حال میں وہ نازل کیا گیا ہے تو اُسے عبداللہؓ بن مسعود سے قرآن شریف سیکھنا چاہئے......

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی یہ بشارت عبداللہؓ کو پہنچانے اگلے دن صبح منہ اندھیرے میں اُن کے گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ وہ بشارت پہلے ہی آپؓ تک پہنچا چکے ہیں...... ابوبکرؓ نیکیوں میں بہت ہی سبقت لے جانے والے ہیں، کبھی بھی کسی نیکی کے بارے میں ہمارا مقابلہ نہیں ہوا مگر ہمیشہ ہی ابوبکرؓ ہم سے آگے بڑھ گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اہلیہ حضرت زینبؓ ایک مخیّر خاتون تھیں۔ ایک بار آنحضور ﷺ نے صدقہ کی تحریک فرمائی تو حضرت زینبؓ کے دریافت کرنے پر کہ "کیا میں صدقہ کا مال اپنے خاوند پر خرچ کرسکتی ہوں کیونکہ اُن کے حالات اچھے نہیں"۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا دوہرا اجر ملے گا ایک رشتہ دار سے حسنِ سلوک کا اور دوسرا صدقے کا اجر۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جملہ غزوات میں آنحضور ﷺ کے ہمراہ رہے۔ غزوہ بدر کے بعد جب آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ہے جو ابوجہل کے بارہ میں صحیح خبر معلوم کر کے لائے تو آپؓ تعمیل ارشاد میں گئے اور دیکھا کہ دشمنِ رسول جان کنی کے عالم میں پڑا ہے۔ آپؓ نے پوچھا کیا تم ہی وہ بدبخت اور گمراہ کرنے والے بوڑھے ابوجہل ہو۔ اُس بدبخت نے آخری لمحات میں بھی غرور کو نہ چھوڑا اور کہا کیا مجھ سے بڑا بھی کوئی سردار تم نے مارا ہے؟۔ تب آپؓ نے اس کا کام تمام کردیا۔ آپؓ غزوہ احد کے بعد کفار کا تعاقب کرنے والے اُن زخمی صحابہ میں بھی شامل تھے جن کی قرآن شریف میں تعریف کر کے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

آنحضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے شام کی فتوحات میں شریک ہونے کی سعادت پائی اور پھر حمص میں قیام پذیر ہوگئے۔ حضرت عمرؓ نے آپؓ کو بلوا کر اہل کوفہ کی تعلیم و تربیت کے لئے مربی مقرر فرمادیا اور اہل کوفہ کو یہ پیغام بھیجا کہ میں نے عبداللہ بن مسعود کو تمہاری تعلیم و تربیت کے لئے اپنی طرف سے ایثار کر کے بھیجا ہے (وگرنہ مدینہ میں ایسے عالم دین کی زیادہ ضرورت تھی) پس تم اس سے خوب علم سیکھو۔

آپؓ خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے آپؓ کو کوفہ کا امیر مقرر فرمادیا اور قضاء اور بیت المال کی ذمہ داریاں بھی آپؓ کے سپرد کردیں۔ پھر جب بعض مصالح کی بناء پر حضرت عثمانؓ نے آپؓ کو امارت سے ہٹا کر مدینہ واپس بلایا تو اہل کوفہ آپکو جانے نہ دیتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ یہیں رہیں اور یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ کوئی آپ کا بال بیکا نہیں کرسکتا۔ لیکن آپؓ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کی اطاعت مجھ پر واجب ہے اور میں ہرگز گوارا نہیں کرسکتا کہ اُن کی نافرمانی کر کے فتنے کا کوئی دروازہ کھولوں۔

اگرچہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہؓ کو جنت کی بشارت دی تھی لیکن پھر بھی خداخوفی اور انکساری کا یہ عالم تھا کہ کہا کرتے تھے اے کاش مرجانے کے بعد میں اٹھایا نہ جاؤں اور حساب کتاب سے بچ جاؤں۔

آخری وقت میں آپؓ کے مالی حالات بہت اچھے ہوگئے تھے لیکن اس فارغ البالی میں بھی اپنے کفن کے بارے میں وصیت کی کہ سادہ چادروں کا ہو اور یہ خواہش بھی کی کہ عثمانؓ بن مظعون (ابتدائی زمانۂ اسلام میں قربانی کرنے والے صحابی جو جوانی میں ہی اللہ کو پیارے ہوگئے تھے) کے پہلو میں دفن کیا جائے۔

آپؓ کی وفات سے چند روز قبل ایک شخص نے آپؓ کو مدینہ آکر اپنی خواب سنائی کہ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں اور عبداللہ بن مسعودؓ نیچے بیٹھے ہیں۔ حضورؐ فرما رہے ہیں کہ اے ابن مسعود اتنی بھی کیا بے مروّتی ہے بس اب میرے پاس آجاؤ۔ آپؓ نے اُس شخص کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا واقعی تم نے یہ خواب دیکھی ہے۔ اور پھر فرمایا کہ اب میرا جنازہ پڑھے بغیر مدینے سے واپس نہ جانا۔ چند ہی روز بعد آپؓ کی وفات ہوگئی۔ یہ ۳۲ھ تھا۔ آپؓ کی عمر ساٹھ برس سے کچھ اوپر تھی۔ حضرت عثمانؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

حضرت عبداللہؓ نے اپنی وصیت میں غلاموں پر یہ احسان فرمایا کہ جو غلام پانچ سو درہم کی معمولی رقم ادا کردے اُسے آزاد کردیا جائے۔ نیز مؤاخات کے بھائی حضرت زبیرؓ بن العوام اور اُن کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پر کامل اعتماد کرتے ہوئے اپنے جملہ مالی امور کی نگرانی ان کے سپرد کی اور فرمایا کہ آپؓ کی کسی بیٹی کی شادی ان دونوں کے مشورے کے بغیر نہیں ہوگی۔

حضرت عبداللہؓ کی مجلس میں بیٹھنے والے تمیم بن حرام کہتے ہیں کہ میں بہت سے صحابہ کی مجالس میں بیٹھا ہوں مگر عبداللہؓ بن مسعود کی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں رغبت کی اپنی ہی شان تھی۔

حضرت عبداللہؓ کے علمی مرتبہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے جن چار بزرگ صحابہؓ سے قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے کی ہدایت فرمائی ان میں پہلے نمبر پر آپؓ کا نام تھا۔

حضرت عمرؓ کی مجلس میں جب ایک بار حضرت عبداللہؓ تشریف لائے تو حضرت عمرؓ کا چہرہ تمتما اٹھا اور آپؓ نے تین بار فرمایا علم سے بھرا ہوا برتن، علم سے بھرا ہوا برتن، علم سے بھرا ہوا برتن۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے اپنی وفات کے وقت علم اور ایمان سیکھنے کے لئے جن چار عالم باعمل بزرگوں کے نام لئے ان میں بھی حضرت عبداللہؓ کا نام شامل تھا۔

حضرت حذیفہؓ بیان فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق چال ڈھال، گفتگو اور اخلاق و اطوار کے لحاظ سے عبداللہؓ بن مسعود نبی اکرم ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنی امت کیلئے وہی باتیں پسند ہیں جو عبداللہ بن مسعودؓ کو مرغوب ہیں۔ آنحضور ﷺ اپنے جن جن صحابہؓ کے نمونہ کو مشعل راہ بنانے کے لئے بطور خاص ہدایت فرماتے تھے ان میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے علاوہ عبداللہ بن مسعودؓ کا نام نامی بھی شامل ہے۔

حضرت عبداللہؓ ظاہری و باطنی طور پر پاکیزگی و نفاست کا غیر معمولی خیال رکھتے تھے۔ بہترین قسم کا سفید لباس زیب تن فرماتے اور اعلیٰ درجہ کی خوشبو استعمال کرتے۔ حضرت طلحہؓ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہؓ رات کے اندھیرے میں بھی اپنی خاص قسم کی خوشبو سے پہچانے جاتے تھے۔

حضرت عبداللہؓ کو عبادت اور نوافل سے ایسی رغبت تھی کہ تہجد اور چاشت کا بھی اہتمام فرماتے اور ہر سوموار اور جمعرات کو نفلی روزہ رکھتے۔ اس پر بھی یہ احساس غالب رہتا کہ کم روزے رکھتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کرتے کہ زیادہ روزے اس لئے نہیں رکھتا کہ پھر تہجد کی ادائیگی کے لئے بدن میں کمزوری محسوس ہونے لگتی ہے اس لئے میں نماز کو روزے پر ترجیح دیتا ہوں۔

سنت رسولؐ کے مطابق حضرت عبداللہؓ صرف جمعرات کو ہی وعظ فرمایا کرتے تھے جو ایک حدیث پر مشتمل ہوتا تھا اور بہت مختصر اور جامع ہوتا تھا۔ آپؓ کا بیان اس قدر دلچسپ اور شیریں ہوتا کہ ایک صحابی کا بیان ہے کہ تقریر ختم کرنے پر ہماری خواہش ہوتی تھی کہ کاش ابھی وہ کچھ اور بیان کرتے۔ روایات کے بیان میں آپؓ بیحد محتاط تھے۔ آپؓ کے شاگرد مسروق کہتے ہیں کہ ایک بار جب آپؓ ان الفاظ پر پہنچے "سمعت

باقی صفحہ ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

18/09/98 - 24/09/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 18th September 1998
26 Jama-diul-Awal

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.50 Children's Corner: Yassarnal Qur'an Class, No. 19. (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.315 Rec: 16/09/97 (R)
02.15 Quiz Programme: 'History of Ahmadiyyat' Part No. 58
03.00 Urdu Class: With Huzoor (R)
04.05 Learning Arabic: No.10 (R)
04.25 MTA Variety: Speech by Mujeeb- ur- Rehman Sahib. (R)
04.50 Homoeopathy Class: No.162 (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.50 Children's Corner: Yassarnal Qur'an class, No. 19 (R)
07.05 Pushto Item: Dars ul Hadith
07.10 Pushto Programme: Speech on 'Blessings of Khilafat'.
07.50 From the Archives: Speech by Maulana Abul Ata Sb, J/S Rabwah, 1968 (R)
08.40 Liqa Ma'al Arab: No. 315 Rec: 16/09/97 (R)
09.45 Urdu Class: with Huzoor (R)
10.50 Computers for Everyone: Part 76
11.30 Bengali Service: Q/A in Belgium with Huzoor, Rec: 03.05.98
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50 Nazms, Darood Shareef.
13.00 Friday Sermon by Huzoor. LIVE
14.05 Documentary: Khilafat Library, Rabwah, Part 3.
14.40 Rencontre Avec Les Francophones, Rec. 14.09.98
15.45 Liqa Ma'al Arab: Lesson No.316 Rec: 17.09.87
16.50 Friday Sermon by Huzoor (R)
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi.
18.35 Urdu Class (New) Rec. 16.09.98
19.40 German Service: Sports, Lajna Discussion, More.....
20.40 Children's Corner with Huzoor: Class No. 108, Part 1
21.10 Medical Matters: 'Vascular Issues'. Rec. 02/04/96
21.40 Friday Sermon (R) Rec: 18.09.98
22.45 Rencontre Avec Les Francophones Rec. 14.09.98

Saturday 19th September 1998
27 Jama-diul-Awal

00.05 Tilawat, Dars Hadith, News
00.35 Children's Class with Huzoor: Class No. 108, Part 1 (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.316 Rec. 17.09.97
02.05 Friday Sermon (R)
03.15 Urdu Class: Rec.18.09.98 (R)
04.20 Computers For Everyone: Pt.76
04.55 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor. Rec. 14.09.98 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner with Huzoor: Class 108, Part 1. (R)
07.20 Saraiky Programme: Mulaqat with Huzoor. Rec. 10.03.95 Followed by Dars Malfoozat.
08.35 Medical Matters: 'Vascular Issues', (R)
09.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.316 Rec.17.09.97 (R)
10.15 Urdu Class: Rec.16.09.98 (R)
11.25 MTA Variety: A meeting of Ahmadies.
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Danish: Lesson No.8
12.55 Indonesian Hour: Children's corner, News from the Far East.
14.00 Bengali Programme: Manifestation of Qudrat-i-Saniya, More........
15.05 Children's Class with Huzoor: Rec. 19.09.98
16.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.317 Rec.18.09.97
17.20 Al Tafsir ul Kabir: No. 10
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class(New): Rec. 18.09.98
19.35 German Service:
20.40 Children's Corner: Quran -e-Karim Quiz, Part 22 (Rabwah)
20.55 Q/A Session with Huzoor at Bait ur Rehman, USA. Rec. 26.06.98
22.10 Children's Class with Huzoor: Rec: 19.09.98 (R)
23.15 Learning Danish: Lesson No.8
23.35 MTA Variety: Discussion.

Sunday 20th September 1998
28 Jama-diul-Awal

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Quran -e-Karim Quiz, Part 22 (R)
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.317 Rec: 18.09.97 (R)
02.10 Canadian Programme: Q/A with Huzoor, Toronto. Rec: 19.6.96
Liqa Ma'al Arab Session 238
03.30 Urdu Class(New): Rec. 28.09.98
04.35 Learning Danish: Lesson No. 8
04.50 Children's Class with Huzoor: Rec. 19.09.98 (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News.
06.50 Children's Corner: Quran -e-Karim Quiz, Pt 22 (R)
Nazms
07.10 Friday Sermon by Huzoor (R)
08.20 Q/A Session with Huzoor in Bait ur Rehman, US Rec:26.06.98 (R)
09.30 MTA Variety: Discussion (R)
09.45 Liqa Ma'al Arab: Session No317 Rec: 18.09.97 (R)
10.50 Urdu Class: Rec. 18.09.98 (R)
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No.96
13.10 Indonesian Hour: Children's corner, More....
14.10 Bengali Service: Address by the National Ameer Sb, More...
15.10 Mulaqat: Huzoor and English speaking guests. Rec: 09.07.94
16.10 Liqa Ma'al Arab: Session 318
17.20 Albanian Programme: Q/A with Huzoor. Rec. 30.05.95, Part 1
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.30 Urdu Class(New): Rec. 19.09.98
19.40 German Service:
20.40 Children's Corner: Workshop #3
21.10 Dars-Ul-Quran: With Huzoor No.6, Rec: 06.01.98
22.25 MTA Variety: Speech by Raja Ghalib Ahmad Sb.
23.30 Learning Chinese: Lesson No.96

Monday 21st September 1998
01 Jama-diul-Sani

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50 Children's Corner: Children's Workshop, No. 3 (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.318 Rec: 23/09/98 (R)
02.25 MTA USA: Q/A with Huzoor and Khuddam, Pt 2 Rec:20.10.94
03.15 Urdu Class: Rec:19.09.98 (R)
04.20 Learning Chinese: Lesson No.96
04.50 Mulaqat: Huzoor and English speaking guests, Rec:09.07.94(R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50 Children's Corner: Workshop #3
07.20 Dars-ul-Quran: No. 6 (1997) By Huzoor, Rec: 06.01.98 (R)
08.45 MTA Variety: Speech by Ch. Mian Mohammad Afzal Sb.
09.10 Liqa Ma'al Arab: Session 318(R)
10.15 Urdu Class: Rec. 19.09.98 (R)
11.20 Sports: Annual sports Nabina'96
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Norwegian: Lesson 74
13.10 Indonesian Hour: Pela Jaran Banasa Java, Dars Malfoozat.
15.10 Homeopathy Class: Lesson 163
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.319 Rec: 24/09/97
17.10 Turkish Programme:
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class: with Huzoor
19.35 German Service.
20.35 Children's Corner: Mulaqat With Huzoor, Class 108, Part 2
21.10 Roohani Khazaine. / Dars Malfoozat
22.05 Homoeopathy Class with Huzoor Lesson No. 163 (R) / Children's Quran -
23.15 Learning Norwegian: No.74 (R)

Tuesday 22nd September 1998
02 Jama-diul-Sani

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Corner: Mulaqat with Huzoor, Class 108, Pt 2 (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session 319(R)
02.15 Sports: Annual Nabina '96 (R)
02.40 MTA Variety: Speech by Ch Mian Mohammad Afzal Sb (R)
03.05 Urdu Class: with Huzoor (R)
04.15 Learning Norwegian: No.74 (R)
04.50 Homoeopathy Class With Huzoor: Lesson No. 163 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Mulaqat With Huzoor, Class 108, Pt 2 (R)
07.15 Pushto Programme: Friday Sermon of Huzoor, Rec. 21/03/97
08.20 Roohani Khazaine: (R)
09.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.319 Rec. 24/09/97 (R)
10.20 Urdu Class: with Huzoor (R)
11.25 Medical Matters: With Sayyed Kasem-ul Islam Sahib
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning French: Lesson No.6
13.05 Indonesian Hour: Friday Sermon of 03/10/97 by Huzoor
14.05 Bengali Service: Significance of Khilafat day, Nazm, more....
15.10 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (New): Rec. 22/09/98
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.320 Rec: 25/09/97
17.15 Norwegian Programme: Pt 6,The Philosophy of teachings of Islam.
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: with Huzoor (R)
19.35 German Service:
20.35 Children's Corner : Yassarnal Qur'an Class, No. 20
20.55 MTA Variety: Various Items for from Pakistan.
21.30 Around The Globe: Hamari Kaenat, No. 141
21.55 Tarjumatul Quran Class with Huzoor. Rec: 22/09/98 (R)
23.05 Learning French: No. 6 (R)
23.40 MTA Variety: A Discussion

Wednesday 23rd September 1998
03 Jama-diul-Sani

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45 Children's Corner: Yassarnal Qur'an Class, No. 20 (R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.320 Rec: 25/09/97 (R)
02.10 Medical Matters: With Sayyed Kasem-ul Islam Sahib (R)
02.30 Children's Corner: Various Items from Pakistan (R)
03.05 Urdu Class: with Huzoor (R)
04.15 Learning French: No.6 (R)
04.50 Tarjumatul Quran Class With Huzoor: Rec. 22/09/98 (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.50 Children's Corner: Yassarnal Qur'an Class, No.20 (R)
07.05 Swahili Programme: Hosted by Rec. 17/01/96 Shahid Sb.
07.50 Around The Globe: Hamari Kaenat No. 141 (R)
08.15 M.T.A Variety: Seerat Hadhrat Dr. Khaleeq Rasheed-ud-Din Sahib (R)
Bengali Programme: A member of the New York Jamat, More...
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.320 Rec. 25/09/97 (R)
09.55 Urdu Class: with Huzoor (R)
11.00 MTA Variety: Durr -e- Sameen Part 7.
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning German: Lesson No. 6
13.05 Indonesian Hour: Sinar Islam, Dars Malfoozat, More........
14.05 Bengali Service: Friday Sermon by Huzoor, Rec: 27/03/98. With Bengali Translation.
15.05 Tarjumatul Quran Class with Huzoor: Rec. 23/09/98 (R)
16.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.321 Rec. 30/09/97
17.10 French Programme: Children's Class from Belgium, Part 12
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class: with Huzoor
19.35 German Service:
20.35 Children's Corner: Mulaqat with Huzoor, No. 109, part 1
21.05 MTA Lifestyle: Lajna Magazine
21.30 MTA Variety: Speech by Maulana Sultan Mohammad Anwar Sb.
22.15 Tarjumatul Quran Class with Huzoor: Rec. 23/09/98 (R)
23.20 Learning German: No.6 (R)

Thursday 24th September 1998
04 Jama-diul-Sani

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner: Mulaqat with Huzoor, No.109, Pt 1 (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.321 Rec. 30/09/97 (R)
02.20 Canadian Horizons: Meet our Friends : W. Donald Cousens
03.15 Urdu Class: With Huzoor. (R)
04.20 Learning German: Lesson No.6
04.55 Tarjumatul Quran Class with Huzoor: Rec.23/09/98 (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45 Children's Corner: Mulaqat with Huzoor, No. 109, Pt 1 (R)
07.20 Sindhi Programme: Friday Sermon of 24/08/96 by Huzoor With Sindhi Translation.
08.30 MTA Lifestyle: Lajna Magazine, Part 18 (R)
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No. 321, Rec. 30/09/97 (R)
10.05 Urdu Class: with Huzoor (R)
11.15 Quiz Programme: History of Ahmadiyyat, Part No. 59
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Arabic: Lesson No. 17, Part 11.
12.50 Indonesian Hour: Dars ul Hadith, Sinar Islam, Nazm.
13.55 Bengali Service: Q/A Session with Huzoor, Rec. 12/05/95
14.55 Homoeopathy Class with Huzoor Class No. 164, (R)
16.05 Liqa Ma'al Arab: Session No. 322, Rec. 01/10/97
17.05 Swedish Programme: An interview with an Ahmadi
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class: With Huzoor
19.35 German Service:
20.40 Children's Corner: Yassarnal Qur'an Class, No. 21
20.55 From The Archives: Speech by Hadhrat Maulana Jalal-ud-Din Shams Sahib, J/S Rabwah 1968
22.05 Homoeopathy Class with Huzoor Class No. 164, (R)
23.10 Learning Arabic: Lesson No.11

....

Translations for Huzoor's Programmes are available on following Audio frequencies:

English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 | Friday, September 18, 1998 | No. 38

جماعت احمدیہ جرمنی کے ۲۳ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور و ایمان افروز خطابات

۲۳،۰۰۰ سے زائد افراد کی شمولیت ـ ۳۹ اقوام کے ساڑھے تین ہزار سے زائد نومبایعین کی شرکت

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کا ۲۳واں جلسہ سالانہ ۲۱، ۲۲اور ۲۳اگست ۱۹۹۸ء کو من ہائیم مئی مارکیٹ میں اپنی شاندارروایات کے ساتھ بخیر و خوبی انعقاد پذیر ہوا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

حسب سابق امسال بھی جماعت جرمنی کے حصہ میں یہ خوش بختی آئی کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت و احسان جلسہ میں شمولیت فرمائی اور جلسہ میں مختلف مواقع پر اپنے روح پرور اور ایمان افروز خطابات کے ذریعہ پیاسی روحوں کو سیراب فرمایا۔

جلسہ کا آغاز حضور انور ایدہ اللہ کے ۲۱؍اگست کے خطبہ جمعہ سے ہوا جس میں حضور نے سورۃ الحجرات کی آیات ۲اور ۳ کی روشنی میں مامورین زمانہ اور بزرگوں کی مجالس میں اختیار کئے جانے والے آداب سے متعلق نصائح فرمائیں۔اسی طرح ایثار سے متعلق بھی قرآنی آیات اور مختلف واقعات کے حوالے سے وضاحت کرتے ہوئے جہاں اس ایثار سے چمٹے رہنے کی نصیحت فرمائی وہاں جماعت جرمنی کے ایثار کے نمونہ پر خوشنودی کا بھی اظہار فرمایااور احباب کو یہ نوید سنائی کہ کوئی رات ایسی نہیں گزری جب حضور انور نے جماعت جرمنی کو اپنی دعاؤں میں یاد نہ رکھا ہو۔(حضور کے خطبے کا خلاصہ قدرے تفصیل کے ساتھ الفضل انٹرنیشنل میں شائع کیا جا چکاہے)۔

نومبایعین کے الگ جلسے

گزشتہ سال کی طرح امسال بھی اللہ کے فضل سے جماعت جرمنی کو بعض نومبایعین اقوام کے الگ جلسے منعقد کرنے کی توفیق ملی جس سے حضرت مسیح موعود، مہدی دوراں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الٰہی بشارات کے تابع یہ ارشاد بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتا نظر آرہا تھا کہ "ہرایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی"۔جس پر ہر احمدی کا دل خدا کی حمد سے لبریز ہو جاتا تھا اور دل کی گہرائیوں سے "مرزا غلام احمد کی جے" کی صدا بلند ہوتی تھی۔

امسال چار الگ جلسہ گاہیں بنائی گئیں جن میں عرب، البانین، ترک اور فرنچ نو مبایعین نے اپنی اپنی زبانوں میں جلسے منعقد کئے جن میں مقامی مقررین کے علاوہ مرکز سے آئے ہوئے بعض مہمان مقررین نے بھی علمی و تربیتی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو دلوں میں جاگزیں کرنے کی کوششیں کیں۔ان میں محترم منیر عودہ صاحب، مکرم عبادہ بربوش صاحب، محترم زکریا خان صاحب، محترم عبدالغنی جہانگیر صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے بڑی محنت سے مسلسل کئی کئی گھنٹے اعلائے کلمۂ اسلام پر مبنی ان جلسوں میں تقاریر کیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بھی مختلف اوقات میں ان جلسہ گاہوں میں جاکر مختلف اقوام کے احمدی احباب کو شرف ملاقات بخشااور ضروری ہدایات و نصائح سے نوازا۔

حسب روایت خواتین کے لئے بھی الگ جلسہ کا انتظام تھا اور ایک وسیع پنڈال تیار کیا گیا تھا۔اسی طرح مستورات کی رہائش، کھانے اور جملہ انتظامی امور احمدی خواتین اور بچیوں ہی کے ذمہ تھے جو کہ انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دئے۔اللہ تعالیٰ تمام کارکنات کی ان خدمات کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین

جہاں تک مستورات کے جلسے کی تقاریر کے پروگرام کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں پہلے اور تیسرے روز کے تمام پروگرام مردانہ جلسہ گاہ سے ریلے کئے گئے تاہم دوسرے روز بعد دوپہر خواتین نے اپنے پروگرام کے مطابق جلسہ منعقد کیا جس میں "سیرت حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ" اور "رزق حلال کی اہمیت" کے موضوعات پر اردو میں تقاریر کی گئیں۔"اسلام میں تربیت کا تصور" کے موضوع پر ایک تقریر جرمن زبان میں مع اردو ترجمہ کی گئی۔ گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی مستورات کے جلسہ کو یہ سعادت عطا ہوئی کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے تشریف لاکر خواتین اور بچیوں کو اپنے روح پرور خطاب سے نوازا۔ یہ خطاب مردانہ جلسہ گاہ میں بھی ریلے کیا گیا۔(اس خطاب کا خلاصہ انشاء اللہ العزیز الگ طور پر شائع کیا جائے گا)۔

مردانہ جلسہ گاہ میں ان تینوں ایام میں مختلف مقررین نے علمی و تربیتی مضامین پر تقاریر کیں جن میں اردو کے علاوہ جرمن زبان میں بھی تقاریر شامل تھیں جن کے موضوعات حسب ذیل ہیں۔ "جرمنی میں اسلام اور ہماری ذمہ داریاں، نوجوان جماعت کے لئے کیا کرسکتے ہیں، سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطور عاشق رسولؐ، فتنۂ دجال اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم کامیابی، نومبایعین کی تربیت اور ہماری ذمہ داریاں، انفاق فی سبیل اللہ، آسمانی نظام خلافت اور امت مسلمہ کے مسائل کا حل، نماز میں لذت حاصل کرنے کے ذرائع آنحضرت ﷺ کے نمونہ کی روشنی میں اور اسلامی معاشرے کا تصور"۔

جلسہ کے پہلے روز شام کو ایک دلچسپ مجلس عرفان بھی منعقد ہوئی جس میں حضور پُرنور ایدہ اللہ نے احمدی احباب کے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے جو کہ علمی اور روحانی استعدادوں میں ترقیات کا موجب بنے۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ بعض اوقات تفنن طبع کے طور پر مزاح کے رنگ میں استفسار فرماتے ہوئے جواب دیتے تھے جس سے مزید دلچسپی کے ساتھ طبائع میں ایک شگفتگی پیدا ہو جاتی تھی تمام حاضرین اپنے پیارے امام کی مبارک باتیں ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے یہاں تک کہ کم و بیش ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہنے والی اس مجلس کی گھڑیاں بڑی سرعت کے ساتھ گزر گئیں۔

اس جلسہ کی نہایت ہی بابرکت گھڑیوں میں سے ایک اختتامی اجلاس کے لمحات تھے جس کی صدارت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی اور اپنے خطاب میں بیش قیمت نصائح سے نوازا۔ چنانچہ حضور انور نے سورۃ الفرقان کی پہلی تین آیات کے حوالے سے "فرقان" کی روح پرور تشریح فرماتے ہوئے اس کی عظمت اور اہمیت کو اجاگر فرمایا حضور نے فرمایا کہ ایک ہی وجود ہے جسے تمام جہانوں کا فرقان عطا ہوا اور وہ ہمارے ہادی و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا بابرکت وجود ہے اور بالآخر اسی رسول کی فتح ہوگی اور اسی مذہب کی فتح ہوگی جو توحید کا علمبردار ہے۔ حضور نے آنحضور ﷺ کی غلامی میں اس خواہش کا دعائیہ رنگ میں اظہار فرمایا کہ جماعت جرمنی کو بھی وہی فرقان عطا ہو۔(اس خطاب کا خلاصہ بھی الگ آئندہ شماروں میں شائع کیا جائے گا انشاء اللہ)

"وسع مکانک" کا حسین نظارہ

خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ساتھ جو وعدے فرمائے ہیں ان کے پورا ہونے کا نظارہ تمام دنیا کے احمدی ہر جگہ اور ہر روز نئی شان کے ساتھ پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔اور جماعت جرمنی بھی اللہ کے فضل سے ہر سال اس کا مشاہدہ کرتی چلی آرہی ہے جس کی ایک جھلک درج ذیل اعداد و شمار کی صورت میں پیش ہے۔ امسال جلسہ سالانہ میں حاضر ہونے والے افراد کی تعداد 23396 رہی جبکہ گزشتہ سال یہ حاضری 21650 تھی۔اس طرح 1746 افراد کا اضافہ ہوا۔ان میں پانچ سال سے کم عمر کے بچے شامل نہیں ہیں جو ظاہر ہے کہ اللہ کے فضل سے ان میں بھی ہر سال اضافہ ہوتا ہے۔ اللھم زد و بارك۔

اسی طرح گزشتہ سال 27 اقوام کے 1506 نومبایعین نے شمولیت کی جبکہ امسال اللہ کے فضل سے 39 اقوام کے 3700 نومبایعین تشریف لائے جن میں فرنچ، بوزنین، البانین، ترک، کرد اور دیگر نومبایعین شامل ہیں۔ جن میں چار اقوام کے الگ جلسوں کا ذکر قبل ازیں کیا جاچکا ہے۔

گزشتہ سال احباب جماعت کو اپنے ذاتی خیمہ جات لگاکر ان میں رہائش اختیار کرنے کی تلقین کی گئی تھی جس کے نتیجے میں 116 خیمے لگائے گئے تھے جبکہ امسال 225 خیمے لگاکر رہائش اختیار کی گئی۔ دنیاوی طور پر جو اللہ تعالیٰ نے احمدی احباب پر فضل نازل کئے ان کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ امسال 3610 کاریں پارکنگ میں شمار کی گئیں جبکہ گزشتہ سال یہ تعداد 2500 تھی۔اس طرح احباب جماعت جرمنی خدا کے ان افضال کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے۔اللہ ہمیں صحیح معنوں میں اپنا عبد شکور بنائے اور عاجزی کے ساتھ اپنی زندگیاں اس رنگ میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے کہ عبادالرحمٰن میں ہمارا شمار ہو (اللھم آمین)۔

اس جلسہ کے انتظامات تو کم و بیش سارا سال ہی جاری رہتے ہیں جس کے لئے کئی احباب و خواتین نہایت خاموشی کے ساتھ خدمات بجالاتے رہتے ہیں تاہم جوں جوں جلسہ کا وقت قریب آتا جاتا ہے ان خدمت گاروں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور جلسہ کے ایام میں ہزاروں کارکنان اور کارکنات محض للہ بڑے خلوص اور جذبہ کے ساتھ ہمہ تن مصروف نظر آتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کی خدمات کی بہترین جزاء عطا فرمائے اور دینی و دنیاوی ہر لحاظ سے اس قدر برکات عطا فرمائے کہ ان کی نسلوں میں بھی اس خدمت کا فیض جاری فرمادے۔ آمین

(رپورٹ: صادق محمد طاہر۔
ایڈیٹر اخبار احمدیہ جرمنی)

☆......☆......☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔